قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح)

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ ساڑھے چار روپے مقامی خریداروں سے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے حقیقۃ الوحی ص ۶۵

جلد ۳ | ۴ و ۸ اپریل ۱۹۱۶ء | شنبہ سہ شنبہ | جمادی الاول ۳۰ جمادی الثانی ۴ سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۰۳ و ۱۰۴

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر بخیر و عافیت ہیں۔ حضور نے سورۂ مائدہ کے آخری دو رکوع کی نہایت عجیب غریب تفسیر فرمائی ہیں ناظرین الفضل سلسلہ درس میں اسے پڑھکر روحانی لذت حاصل کریں گے۔

۲۔ خاندان نبوت کی خواتین مبارکہ جو پانی پت میں تھیں تشریف لے آئیں حضرت ام المومنین ابھی وہیں ہیں۔

۳۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب بی اے لاہور ہیں۔

۴۔ مفتی محمد صادق صاحب یکم اپریل انگریزی پاروں کے تصفیہ کے لئے مدراس گئے ہیں۔

۵۔ مدرسہ احمدیہ یکم اپریل سے کھل گیا۔ نتیجہ امتحان بھی نکل آیا ہے۔

۶۔ تقریر جلسہ سالانہ ۱۱۲ صفحے تک چھپ چکی ہے۔ اسی قدر اور باقی ہے ابھی۔

اخبار احمدیہ

دہلی سے میر قاسم علی صاحب بخیر و عافیت مظفر و منصور قادیان میں ۳ اپریل کو واپس آگئے ہیں۔ میر صاحب کی جگہ اب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کام کریں گے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

دہلی میں ہماری کامیابی اس سے ظاہر ہے کہ میاں حسیم الدین احمد و عبد الرحمن مدرسہ طبیہ دہلی سے۔ پہلے قادیان آچکے ہیں۔ اب میاں ہارون رشید جو امتحان انٹرنس تو دے چکے ہیں۔ اور اب مولوی فاضل کا امتحان دینگے۔ میر صاحب کے ساتھ یہاں رہنے اور دینی تعلیم حاصل کرنے کے ارادہ سے آپ آئے ہیں۔ اور میاں نثار احمد بھی عنقریب آجائینگے۔

(۳) میر صاحب فاروق کے نمبر اکٹھے ۵۶ صفحے پر نکالینگے

اس نمبر میں تمام اشتہارات جو دہلی میں شائع کئے گئے اور مناظرات کی خط و کتابت و کارروائی مفصل شائع کیجائیگی

جلسۂ اہلحدیث کے خلاف یکم اپریل کو آخری اشتہار احمدیوں کی طرف سے شائع ہوا جس کے تین نمبر وں میں .... جو کچھ انہوں نے کہا اس کی تردید کی گئی ہے۔ مولوی عبد السلام صاحب نے مباحثہ نہیں کیا۔ اپنے چیلنج سے انکار کر دیا۔ اور آریہ سماج کو بھی جو آخری تحریر مباحثہ کے لئے ان کی تمام شرائط منظور کرکے ۲۷ مارچ کو بھیجی گئی اس کا جواب یکم اپریل تک انہوں نے نہیں دیا۔ ریمائنڈر دیا گیا اور لکھا گیا کہ اب ہمارے قائمقام حکیم خلیل احمد صاحب ہیں۔ ان سے خط و کتابت ہو۔

دعا۔ میاں کظیم الرحمان حاجی پورہ سے لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد منشی حبیب الرحمن صاحب کی صحت کے لئے احباب عا فرمادیں

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں شائع ہوا)

ایک خبر کی تصحیح

برادر نادر خان صاحب سرکال کسر سے لکھتے ہیں :- نوٹ متعلقہ وعظ جناب حافظ غلام رسول صاحب جو ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں چھپا ہے وہ اسطرح ہے کہ مولوی غلام نبی صاحب نے پہلے ہی بیعت کی ہوئی تھی - اور پنڈوری میں جو مباحثہ فیمابین جناب حافظ صاحب اور ایک مخالف مولوی ہوا تھا اس کے نتیجہ میں صرف والد مولوی غلام نبی نے بیعت کی ہے - اور بھی ان کے خاندان میں سے دو عورتوں نے بیعت تو ضرور کی ہے مگر وہ مباحثہ کا نتیجہ نہیں نہ کوئی وعظ انہوں نے حافظ صاحب کا سنا - اس لئے ضرور اسکی اصلاح بذریعہ اخبار فرماویں ؛

لودھیانہ

مولوی مہر محمد خان صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے - پہلا لیکچر ختم نبوت پر ۲۷ مارچ کو ہوا ؛

ملتان

سید محمد لطیف مبلغ بہت سرگرمی سے اپنے کام میں مشغول ہیں - ہفتہ واری لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے - ملتان میں چونکہ شیعہ زیادہ ہیں - اس لئے دو تین دفعہ آپ کی ان سے گفتگو ہو چکی ہے - اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار رہو ؛

لائل پور

مولوی نظام الدین صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک شخص مسیح موعود کے دعوے کے متعلق مجھ پر اعتراض کرتا رہا (مسئلہ نبوت نہ تھا) بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غیر مبائع ہے -

دعا

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب و ماسٹر رحیم بخش صاحب ایم - اے کا امتحان دینگے - عبد اللہ خان علیگڈھ میں بی - اے کا امتحان دے رہے ہیں - عبد الرحیم خان صاحب نے انٹرنس کا امتحان دیا ہوا ہے - احباب دعا کریں - اللہ سب کو کامیاب کرے ؛

(۲) مکرمی قطب الدین احمد صاحب کورٹ انسپکٹر ریاست پٹیالہ اپنے لڑکے حشمت اللہ کے لئے جو بیمار ہے - احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں بطور ضیافت کے پاس ہونے کیلئے

ماریشس

صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی - اے تحریر فرماتے ہیں - اللہ کے فضل و کرم سے روز بل کے لوگ بہت حد تک سیدھے ہو گئے ہیں - اور عنقریب بہت سے ان میں سے احمدی ہو جاوینگے انشاء اللہ - اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے اپنے عجیب کرشموں سے سنگدلوں کو موم بنا دیا ہے - ۲۲ فروری کو ایک بڑی دعوت دیگئی - اور ۹ بجے رات سے لیکر ایک بجے تک درس قرآن شریف کیا - احمدیان ماریشس کی طرف سے السلام علیکم ؛

جہلم سے حافظ غلام رسول صاحب تحریر کرتے ہیں - میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کے حکم کی تعمیل میں مقامات منگل کس والہ سعد اللہ پور - رتیل - ہیلاں - لنگے رسول کا دورہ کرتا ہوا بخیریت جہلم پہنچ گیا ہوں - اس دورہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ وصیتیں لکھی گئی ہیں کچھ چندہ بھی ہوا ہے - جماعتوں کو غفلت سے متنبہ کیا گیا ہے - جہاں ترک جمعہ تھا - وہاں جمعہ قائم کرایا اور بار بار مرکز میں جانے کے لئے تاکید کی ہے - (۳۰ مارچ کو آپ کھاریاں تبلیغ کے لئے چلے گئے ہیں)

امرتسر

سے ایک دوست تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص مولوی غلام رسول صاحب کو مختلف علماء کے پاس لے گیا - چنانچہ پر سوں مولوی نور احمد صاحب مولوی عبد الحق ابو تراب اور چند اور علماء کے پاس لیگیا - وہاں ایک قلیل التعداد مجمع میں خوب گفتگو ہوئی - سب حاضرین نے بالاتفاق کہا کہ ہم آپ کی تقریر سے نہایت محظوظ ہوئے ہیں لیکن مولوی غلام رسول صاحب نے بر سر مجلس کہا کہ آپ تو محظوظ ہوئے لیکن مجھے سخت غیر محظوظ کیا - مجھے آپ سے شکایت ہے - کہ آپ نے غیر معقول اور غیر متعلق باتوں سے اصل مبحث کو ٹالکر کہیں کا کہیں پہنچا دیا - اسپر مناظر نے کہا اچھا ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں - آج رات کو مولوی ثناء اللہ کے چند ہمخیال بھی آئے تھے - ۹ بجے تک پیشگوئیوں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی - اخیر میں کہنے لگے - ہم بہت خوش ہوئے - آپ نے ہمیں بہت محظوظ کیا ؛

بیعت

حافظ محمد حسین کلرک نہر گوجرانوالہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں داخل ہوگئے ہیں - آپ پہلے غلطی سے پیغامیوں کے ہمخیال و ہم نوا تھے (۲) ایبٹ آباد (مولوی محمد علی کے گرمائی مدینۃ المسیح) سے تیرہ ۱۳ کس بیعت خلافت کرتے ہیں ؛

نئے وائسرائے کا خیر مقدم

الفضل تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے لارڈ چمسفورڈ وائسرائے ہند بالقابہ کے حضور اپنے وفادارانہ خیالات و اطاعت شعارانہ جذبات و بہترین خواہشات پیش کرتا ہے اور دربار الٰہی میں ملتجی ہے کہ جناب کا عہد معدلت مہد ہمارے لئے من کل الوجوہ آسائش کی افزائش کا موجب ہو اور ہم آزادی کے ساتھ اپنی دینی و دنیوی ترقیات حاصل کرتے رہیں ؛ اللّٰھم آمین

ابو الکلام صاحب آزاد ایڈیٹر البلاغ کلکتہ کو گورنمنٹ بنگال نے قانون حفاظت ہند کے مطابق حکم دیا ہے کہ سات دن کے اندر اندر صوبہ بنگال سے نکل جائیں - صوبجات متحدہ کے حکام نے بھی منع کیا ہے - ۴ - اپریل میعاد ختم ہوگئی - آبائی وطن قصور (لاہور) سنا جاتا ہے ؛

(۱) جاپانی وزیر جنگ بوجہ علالت طبع مستعفی ہوگیا ہے (۲) لنڈن ۳۱ مارچ - یوآن شی کائی بہت جلد مستعفی ہونیوالا ہے (۳) لنڈن ۳۱ مارچ - روما - آج یہاں مسٹر ایسکوتھ کا صدق دل سے خیر مقدم کیا گیا - (۴) لنڈن یکم اپریل - روما - مسٹر ایسکوتھ نے پوپ سے ملاقات کی - (۵) لنڈن ۲ - اپریل ۱۹۱۶ء - جمعہ کے روز جو ہوائی حملہ ہوا تھا - اسمیں ۴۳ اشخاص ہلاک اور ۵۶ زخمی ہوئے - دو صد پھٹنے والے اور آتشخیز بم گرائے گئے (۶) لنڈن ۲ - اپریل - شہنشاہ معظم نے ہدایت کی ہے کہ پندرہ لاکھ روپیہ خزانہ کی تحویل میں رکھ دیا جائے - گورنمنٹ جسطرح مناسب سمجھے - اس رقم کو کام میں لائے ؛

(۷) لنڈن ۳ - اپریل - پیرس - علاقہ واگز کے نزدیک لڑائی میں فرانسیسیوں کا پلڑا بھاری رہا ہے - (۸) لنڈن ۳ - اپریل - کپتان ٹانشر جو امریکہ میں کرپ کا ایجنٹ تھا - ویلنڈ نہر کو اڑانے کی سازش کرنے کے باعث نیویارک میں گرفتار کیا گیا ہے (۹) ضلع جھنگ کے ایک ذیلدار کو جلاوطنی کا حکم دیا گیا ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۴ و ۸ اپریل ۱۹۱۶ء

کیا غیر احمدی قرآن جانتے ہیں؟
نمبر

اگرچہ ہم نے نمبر ۴ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء میں حضرت آدم کے عصمی دعوی کی نسبت مختصر تشریح کردی تھی۔ مگر ایک علم دوست اخبار نے اس پر چند اعتراض کئے ہیں۔ جن کا جواب حافظ جمال احمد صاحب نے لکھا ہے۔ جو اس سلسلہ مضمون کے ساتویں نمبر میں درج ذیل ہے + + + + + + +

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

نیکی اور بدی کے محرک

خدا تعالیٰ نے انسان کے دل میں نیکی کی قدر منزلت پیدا کرنے کے لئے مقابلہ میں بدی اور اس کے محرک بھی پیدا کردیئے جو وجود نیکی کی تحریک کرتے ہیں ان کا نام ملائکہ ہے۔ اور جو بدی کی تحریک کرتے ہیں ان کا نام شیاطین ہے۔ یہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ شیاطین الانس اور شیاطین الجن یعنی انسانوں میں سے ظاہری مخلوق بھی۔

جہاں شیطان کا اثر ہو وہ مقام چھوڑ دینا چاہئیے

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مقام پر شیاطین کا تصرف زیادہ پایا جائے اور ان کے اثر سے طبیعت متاثر ہوتی ہو اس مقام کو چھوڑ دینا چاہئیے۔ عمداً ان کا اثر قبول کیا جائے یا سہواً اور خطاءً۔

چند مثالیں ایسی ہجرت کی

ظاہری شیاطین نے چاہا کہ حضرت ابراہیمؑ کو حق سے پھیر دیں اور ایک نے علی الاعلان کہدیا لئن لم تنتہ لارجمنک واہجرنی ملیا تب آپ نے انی مہاجر الی ربی کہکر اس مقام کو چھوڑ دیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق پر چلنے اور چلانے کیوجہ سے ظاہری شیاطین یہود نے بہت اذیتیں دیں آخر خدا نے انکو اٰوَیْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ کے مطابق کشمیر میں پناہ دی اور خدا کے لئے انہوں نے اپنے وطن سے ہجرت اختیار کی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے بھی ہجرت کی۔ کفار کے اوپر چونکہ شیاطین کو کامل غلبہ اور تسلط حاصل ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ کفار کے واسطہ سے انبیاء علیہم السلام پر بھی ویسا ہی غلبہ حاصل کریں ایسے موقع پر خدا تعالیٰ ہجرت فرض کر دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہ جو لوگ فتنے میں پڑجانے کے بعد بھی ہجرت نہیں کرتے خدا انکو معاف نہیں کریگا۔ بلکہ ان سے سوال کیا جائیگا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کہ جب تم نے دیکھا تھا کہ تمہارے دین میں نقص پیدا ہوتا ہے تم نے اس زمین سے قطع تعلق کیوں نہ کیا۔ معلوم ہوا وطن کی محبت سے تمہارے دل میں یاد تھی۔ ہاں جو لوگ ہجرت کرتے ہیں۔ اور پھر اس فتنہ کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس مقابلہ میں قائم رہتے ہیں ایسی صورت میں خدا تعالیٰ معاف فرماتا ہے۔ اور رحم کرتا ہے۔

حضرت آدم نے بھی ہجرت کی

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عمداً الٰہی حکم عدولی ہرگز سرزد نہیں ہوتی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو بھی ایک شیطان نے دھوکہ دیکر ان سے ایک غلطی کرائی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا آدم بھول گیا عمداً اس سے یہ غلطی نہیں ہوئی۔ جس کے بعد ان کو حکم ہوا۔ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ کہ اس ملک سے ہجرت کر جاؤ اور دوبارہ قُلْنَا اهْبِطُوْا اس لئے فرمایا کہ اس ہجرت کو قائم رکھو ایسا نہ ہو کہ پھر یہیں جاکر آباد ہو۔

ہجرت کا قانون

آنحضرت صلعم نے فرمایا جس جگہ سے ہجرت کیجاوے وہاں تین دن سے زیادہ رہنے کی اجازت نہیں۔ انبیاء علیہم السلام ہجرت کے قانون کے سخت پابند ہوتے ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلعم مع صحابہ کے جنگ سے واپس آرہے تھے۔ ایک جگہ رات کو پڑاؤ کیا۔ سب کی طلوع شمس کے بعد آنکھ کھلی آنحضرت صلعم نے فوراً کوچ کا حکم دیا اور فرمایا اس جگہ شیطان کا تصرف زیادہ ہے ایک مقام پر اترے اور نماز صبح ادا کی اس جگہ جہاں غفلت پیدا ہوئی ایک منٹ بھی ٹھہرنا پسند نہ فرمایا۔ حضرت آدم نے بھی ہجرت کی اور دعا کی رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے قانون اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کے ماتحت حفاظت فرمائی۔

پہلے اعتراض کا جواب

اعتراض ہوتا ہے کہ جس صورت میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کہ شیطان کو خدا تعالیٰ کے پاک بندوں پر غلبہ حاصل نہیں ہوتا ہے تو کیا وجہ کہ آدم پر شیطان غالب آیا۔ یہ سوال صرف غلبہ کا مطلب نہ سمجھنے کیوجہ سے پیدا ہوا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک فیصلہ انجام پر ہوتا ہے۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ جس طرح ہر تندرست انسان کے وجود میں بیماریوں کے اجرام پائے جاتے ہیں لیکن صحت کے اجرام غالب اور زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم اسکو تندرست کہتے ہیں یہی معاملہ روحانیت میں بھی ہے۔ ایک صحابی کا ذکر ہے کہ ایک رات ان پر ایسی غفلت آئی کہ صبح کی نماز ان کی قضا ہوگئی انہوں نے بہت رو رو کر دعا کی دوسری رات جب وہ سوئے عین نماز کیوقت شیطان نے انکو جگا دیا۔ انہوں نے کہا کہ تو شیطان ہے تیرا کام تو خدا سے غافل کرنا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ تو نے نماز کے لئے مجھے بیدار کر دیا۔ وہ کہنے لگا میں نے کل تمکو غافل کیا تھا تم نے جاکر اتنی گریہ زاری کی کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنے سے کئی گنہ بڑھکر تمکو ثواب ہوا اس لئے آج میں نے تم کو جگا دیا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے بندوں سے اگر غفلت ہو جاتی ہے تو وہ اس قدر گریہ و زاری کرتے ہیں۔ کہ وہی غلطی ان کے لئے مدارج کی ترقی کا باعث ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت آدم نے بھی یہی نسخہ استعمال کیا۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو ایک

مثال مذکور ہے وہ بھی اسی مضمون کو ادا کرتی ہے۔ باوجودیکہ اس امیر کے بیٹے نے عمداً مال ضائع کیا لیکن اس کی ندامت اور اس کے عجز اور انکسار نے اسکو باپ کے نزدیک وہ عزت بخشی کہ دوسرا بیٹا جو بہت سا مال کما لایا تھا وہ عزت نہ پا سکا خدا تعالیٰ اس سے بھی بڑھکر غلطی سے توبہ کرنیوالے بندے سے محبت کرتا اور معاف کرتا ہے۔

دوسرے سوال کا جواب

پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ جس صورت میں شیطان حضرت آدمؑ کو بالمشافہ یہ کہتا ہے کہ مانھکما ربکما عن ھذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین الآیۃ اس درخت سے تمہارے ربنے اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بنجاؤ) ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ نسی آدم درست نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ شیطان آلہی حکم انکو جتلا رہا تھا۔ اور یاد کرا رہا ہے۔ اسکا جواب اگلی ہی آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ فدلٰھما بغرور کہ شیطان نے آدمؑ کے آگے یہ سب مضمون ادا کیا مگر علی الاعلان اور کھلم کھلا نہیں بلکہ پھسلایا انکو دھوکے اور فریب کی راہ سے۔ غرور کے لفظ کے علاوہ پھسلانے کا لفظ بھی اس کی چالبازی اور مخفی کارروائی پر دلالت کرتا ہے۔

تیسرے سوال کا جواب

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آدم بھول گئے تو پھر خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا ہے عصی آدم ربہ فغوی اسکا جواب یہ ہے کہ غلطی عمداً سرزد ہو یا سہواً بہرحال اس کا نام غلطی ہی ہوگا۔ کیونکہ جو نتیجہ عمداً کرنے سے پیدا ہوتا تھا وہی خطاءً کرنے سے پیدا ہوا پس بلحاظ نتیجے کے ایک ہونے کے عصے کا لفظ فرمایا۔ کیونکہ عمداً کیا تو بھی حکم عدولی + خطاءً کیا تو بھی حکم عدولی ہوئی یعنی وہ حکم کہ لاتقربا ھذہ الشجرۃ قائم نہ رہا۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کو کہتے ہیں افعصیت امری حالانکہ حضرت ہارون نے انکو وعظ و نصیحت کی۔ لیکن چونکہ جو نتیجہ وعظ و نصیحت نہ کرنے سے مرتب ہو سکتا تھا۔ وہی نتیجہ وعظ نصیحت کرتے ہوئے بھی پیدا ہو گیا اس لئے نتیجہ ایک ہونے کیوجہ سے حضرت موسیٰ حضرت ہارون کو عصے کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں اور

غوی کے معنے لغت عرب میں خسف فی عیشتہٖ اور ضاق رزقہٗ بھی آتے ہیں چونکہ حضرت آدمؑ کو وطن سے بے وطن ہونا پڑا ان کے آرام میں کھانے میں اور پینے میں نقصان پیدا ہوا اور مشکلات کا سامنا ہوا جیسا کہ ایک مسافر بے وطن کے لئے ہونا چاہیئے اس لئے فرمایا کہ اس نافرمانی کیوجہ سے چاہیے نسیاناً ہوئی انکو ہجرت کرنی پڑی جس کی وجہ سے ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لوگوں کو غلطی میں ڈالنا چاہتے ہیں

پیغام ۱۰۴ کے لیڈر میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے یہ بات پیش کی ہے کہ ۳۰ رمضان کی شب تھی آپ کو الہام ہوا۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ آپنے صبح یہ الہام سنایا اور فرمایا اگرچہ عید کا چاند نظر نہیں آیا مگر الہاماً معلوم ہوا۔ آج عید ہے۔ اس پر کسی نے کہا روزہ توڑ دیں تو فرمایا "نہیں،، ڈاکٹر صاحب اس سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ آپ اپنے الہام کو قرآنی وحی کی مانند نہیں سمجھتے بلکہ حدیث کے مقابل بھی ظنی سمجھتے تھے۔ وغیرہ ذالک۔

جواب میں واضح ہو کہ حضرت اقدس نے صاحب شریعت نبی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا پس آپ کی کوئی وحی کسی امر شریعت کی ناسخ نہیں تھی۔ اگر الہام میں ہوتا کہ آج ضرور ہی عید کرو پھر آپ عید نہ کرتے۔ تب بھی کوئی بات تھی۔ مگر الہام میں آیا ہے۔ چاہے کرو یا نہ کرو۔ پس حضرت صاحب نے جو عید نہ کی تو الہام پر ہی عمل کیا۔ کیونکہ الہام نے یہ بات آپ کی مرضی پر چھوڑ دی تھی۔ پس غور کیا جائے تو کلام آلہی کو مقدم کیا گیا۔ حدیث میں نص ہے افطروا الرؤیتہ۔ الہام میں تھا۔ چاہے نہ کرو۔ اس لئے عید نہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ باوجود حدیث کی اجازت کے الہام کی دوسری شق کو مقدم کیا گیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے خود بخود واقعات گھڑے ہیں۔ اصل واقعہ بدر ۱۰ نومبر سنہ ۶ء میں یوں لکھا ہے:۔

جمعرات کے دن حضرت کو الہام ہوا تھا کہ عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو۔ اس الہام کو سن کر بعض احباب نے روزے بھی کھولدیئے۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ

کی ضرورت نہیں +++ جمعہ کے دن عید ہوئی۔ دیکھیے کلام آلہی کو مقدم کیا گیا۔ اور روزے کھولدینے سے حضور نے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ضروری نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صلوٰۃ عید کا وقت گذر چکا تھا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے خود اجازت فرما دی کہ چاہے نہ کرو۔ اس لئے اس روز عید نہ کی گئی۔

علمائے امرتسر پر اتمام حجت

ہمارے اشتہار کے جواب میں بعض مولویوں نے کچھ لکھا جس کے جواب سیکرٹری انجمن احمدیہ نے اشتہار شائع کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ ہم نے اول اشتہار دیا۔ کہ اگر تحقیق حق کے لئے کوئی صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں تو ہر روز مسجد احمدیہ امرتسر میں آکر کر سکتے ہیں۔ کوئی شخص اس غرض سے ہمارے پاس نہ آیا۔ اور ہمارے اس طالبہ کو کہ پہلے حضرت مسیح ناصری کی حیات اور وفات پر بحث ہو۔ ہمارا فرار قرار دیا جاتا ہے۔ ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ کو کیوں بحث میں پہلے نمبر پر رکھتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور قریب قیامت اونہوں نے زمین پر اترنا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح جس کو آسمان پر بیٹھا ہوا یقین کرتے ہو۔ فوت ہو چکا ہے۔ لہذا اس کی جگہ خدا تعالیٰ نے مجھے مقرر فرمایا ہے۔ اب برائے خدا غور کرو کہ اگر اس تخت کا اصل دعویدار زندہ موجود ہے۔ تو دوسرے کو قدم رکھنے کو کہاں جگہ ہے۔ جب تک جگہ خالی نہ ہو۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ دوسرا ہرگز نہیں آ سکتا۔ اس لئے ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ ہم اس جگہ کو خالی ثابت کریں اور پھر بعد ازاں اس پر مرزا صاحب کا حق ثابت کریں۔ اور اگر امانت اور دیانت سے سوچو تو آپ کا بھی پہلا فرض یہی ہے۔ کہ ثابت کرو۔ کہ جگہ خالی نہیں۔ اگر جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ حضرت مسیح زندہ ثابت ہو گئے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی بنیاد ہی اکھڑ جائیگی اور آپکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور پیشگوئیوں پر بحث کرنے کی زحمت گوارا کرنے کے بغیر آپ کا مدعا بوجہ احسن واکمل حاصل ہو جائیگا برادران! آپ کو کیا ہو گیا؟ کہ آپ اس پہلے زینہ پر چڑھکر دوسرے پر قدم رکھنے کیلئے نہایت ضروری ہے۔ قدم نہیں

الفضل کی قدردانی

ہمارے علماء نے یہ مہینہ بیرونجات میں دورہ پر گذارا۔ دھلی۔ پانی پت۔ ڈیرہ غازیخان۔ ملتان۔ لائلپور۔ امرتسر وغیرہ کئی مقامات میں جلسے ہوئے۔ اور قرب وجوار کے احمدی احباب جمع ہوتے رہے سب نے متفق اللفظ یہ کہا۔ کہ اب الفضل اپنی اصلی پوزیشن پر آگیا۔ اس کے مضامین اول سے آخر تک نہایت مفید اور دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہوگئے ہیں۔ اور اب وہ بالکل باقاعدہ اپنے وقت پر شائع ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے یہ توفیق بخشی۔ مگر میں ابھی مطمئن نہیں اپنے فرائض سے غافل نہیں۔ ابھی اس میں بہت کچھ اصلاح کی گنجائش اور ضرورت ہے۔ اسے وقت پر چھاپنے کے لئے مشین کا جاری رہنا ضروری ہے۔ اور مشین پر کام نہیں ستر روپے ماہوار کے قریب مالکان کو گرہ سے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ معاملہ سیاہی اور کاغذ کے نرخ میں دگنے کا فرق ہے۔ اخراجات بڑھ گئے۔ اور چندہ وہی اور خریدار اس سے بھی کم۔ اگر الفضل احمدی جماعت کا ایک ہی پرچہ فی الواقعہ مفید ہے تو عملی طور پر اس کی قدر کیجئے۔ اپنے دوست سے الفضل لیکر پڑھنا چھوڑ دیجئے۔ خود خرید فرمایئے۔ اگر ایسا ہے تو اور خریدار مہیا کیجئے۔ کیونکہ موجودہ صورت حالات میں تو تین ہزار روپیہ سالانہ گرہ سے دینا پڑتا ہے۔ یہ رقم بھی اس لئے قلیل ہے۔ کہ ایڈیٹوریل اور مینیجنگ سٹاف پر وہ خرچ نہیں ہوتا۔ جو بائی ویکلی اخبار پر عام طور سے کرنا پڑتا ہے۔ پس کیا یہ افسوس کی بات نہیں۔ کہ احمدی جماعت جیسی پُرجوش اور روحانیات کی مشتاق قوم کا آرگن ہو۔ اور اسے اتنے خریدار بھی مہیا نہ ہوں کہ وہ اپنا خرچ آپ چلا سکے۔ میں نے یہ سطور اخباری طرز پر نہیں لکھیں۔ بلکہ واقعی طور پر اصل حالات بتلائے ہیں۔ اور اگر آپ صاحبان کی بے پرواہی کی یہی حالت رہی۔ تو پھر جیسے آپنے الفضل ہفتہ میں سہ بار کو ہفتہ میں دو بار دیکھا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار دیکھا کریں گے۔ اور ہوسکتا ہے کہ بالکل ہی نہ دیکھیں۔ میں اس بات کو سختی سے محسوس کررہا ہوں۔ کہ اس میں درس کے صفحات نہیں ہوتے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ایک کاپی درس کی گم ہوگئی ہے۔ اور کچھ رکوع ایک نوآموز کے لکھے ہوئے ہیں۔ جو بغیر نظر ثانی چھاپے نہیں جاسکتے۔ حضور کے مشاغل مقدسہ اس قدر ہیں۔ کہ یہاں رہنے سے پتہ لگ سکتا ہے

پھر ہماری غفلت اور کوتاہی۔ کہ توجہ عالیہ کو تا حال جذب نہیں کر سکے۔

دارالامان

قادیان کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے دارالامان قرار دیا۔ اور من دخله كان امنا اور ام القریٰ کے خطاب سے سرفراز فرمایا پس جو شخص قادیان سے باہر اس نیت سے جاتا ہے۔ کہ وہاں مجھے دینی یا دنیوی امان ہے۔ وہ خدا کے اس کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ سب لوگ قادیان میں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہیں۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو قادیان سے باہر رہتا ہے۔ اس کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے۔ کہ میں قادیان میں رہوں۔ یا کم از کم اپنی زندگی کے کچھ دن اس مقدس سرزمین میں گذار کر انوار الٰہی سے حصہ پاؤں۔ اور ہر وہ شخص جو خدا کے فضل سے قادیان میں رہنے کا موقعہ پاتا ہے۔ قادیان چھوڑتے ہوئے اس کے دل کو ایک درد محسوس کرنا چاہیئے۔ اسے ایسا معلوم ہو۔ جیسے کسی نہایت محبوب و پیاری چیز سے میں جدا ہونے لگا ہوں۔ یا جیسے بچہ اپنی ماں کی گود سے الگ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کہ اسی وجود باجود کے طفیل سے قادیان دارالامان بنا۔ لاہور گئے۔ تو فرمانے لگے۔ یہاں کی دھوپ کچھ زرد زرد معلوم ہوتی ہے۔ دھوپ تو یہاں بھی ہوتی ہے مگر قادیان کی محبت کا ایک جذبہ تھا۔ جس نے یہ فقرہ کہلوایا۔ ایسے ہی ایک بار یہ شعر پڑھا ؎

یا تو ہم پھرتے تھے انمیں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے قادیاں

پس میرے نزدیک ہرگز جائز نہیں۔ کہ سوائے تبلیغی مقاصد یا مجبوری امور کے کوئی شخص محض بغرض تفریح طبع قادیان چھوڑے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا اپنے عمل سے یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ امان قادیان میں نہیں۔ بلکہ اس سے باہر ہے۔ میں تو یہاں تک دیکھتا ہوں۔ کہ محمد علی ایم۔ اے جب تک مسجد مبارک کے حجرے میں جہاں دوسری کرسی بچھانے کی گنجائش نہ تھی۔ بود و باش رکھتا تھا۔ وہ ایک نہایت ہی محبوب چیز تھا۔ لیکن جونہی دارالامان سے باہر کہ وہ بھی قادیان ہی ہے۔ رہنے لگا۔ تو وہ روحانیت مفقود ہونے لگی۔ پھر ہجرتی جانا شروع کیا۔ پھر لاہور ہی جا کر

یہ حالت ہوئی۔ جو آپنے دیکھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الفضل کا جواب سن لو

اہلحدیث میں ایک مضمون "میں نے مرزا کو کیوں چھوڑا" چھپا ہے۔ اور اس پر ایڈیٹر صاحب کا نوٹ ہے۔ کہ کیا الفضل اس پر کچھ لکھے گا۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہی مضمون کا حوالہ دیدیتے۔ اتنی لمبی داستان کی کیا ضرورت تھی۔ اعتراض یہ ہے۔ کہ مسیح موعود نے کل دنیا کو مسلمان بنانا تھا۔ اور ابھی بہت سے غیر مسلم ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب مسیح موعود نہیں۔ یہی ٹھوکر یہود کو لگی تھی۔ وہ پہلے مسیح کی نسبت اور پھر محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت یہی اعتراض کرتے تھے۔ آخر ان کو یہی جواب دیا گیا کہ یہ کام آخری زمانے میں ہوگا۔ آپ جلد باز ہیں۔ اور سنت اللہ کو نہیں جانتے۔ کہ نبی بیج ڈالتا ہے۔ اور خلفاء اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام شروع ہے۔ اور ان شاء اللہ مسیح موعود کے دعوے جو تین سو برس تک متمم میں ضرور پورا ہوجائیگا۔ یعنی ایک ہی مذہب رہ جائیگا۔ جسکا نام عزت سے لیا جائے۔ اور ساری دنیا کا اسلام کہیں نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ آیات قرآنی والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ ولا یزالون مختلفین کے خلاف ہے۔ یہ تو اصل مضمون کے متعلق تھا۔ اب سن لو اس کے بارے میں جو الامین اکرم تھیولوجیہ دل سے کہے میں نے مرزا کو چھوڑا۔

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین الآیۃ (المائدہ)

مولانا احسن کا مکتوب

ہم نے الفضل عـ ۹۸ میں مولانا کی تازہ تریں چٹھی کا خلاصہ چھاپا تھا۔ کہ مسیح موعود انبیاء اولوالعزم سے بھی افضل ہیں۔ اور اگر عیسیٰ و موسیٰ زندہ ہوتے تو آپ کی اتباع ان پر لازم ہوتی۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر مولانا مسیح موعود کو باتباع و طفیل خاتم النبیین ؐ فی الواقعہ نبی نہیں مانتے۔ تو ان کو انبیاء اولوالعزم

سے افضل کس طرح فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی نہیں ہوتی۔ اب اس پر پیغام لکھتا ہے۔ کہ اصل خط تمام چھاپا ہو۔ اس میں کوئی [illegible] ہے۔ میں کہتا ہوں جو مفہوم میں سمجھا۔ وہ تو چھاپ دیا۔ اگر اس میں احمد ظلی لکھا ہے۔ تو یہ لفظ مسئلہ نبوت پر کوئی اعتراض نہیں ڈال سکتا۔ پیغام والوں کی غلطی ہے۔ جو اسمہ احمد کی پیش گوئی کو سلسلہ رسالت سے متعلق کرتے ہیں۔ بائبل میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کئی پیشگوئیاں ہیں بعض لوگ ان پیشگوئیوں میں سے کچھ حضرت عیسیٰ پر منطبق کرتے ہیں۔ اور بعض انہی پیشگوئیوں کو جناب خاتم النبیین کی ذات کے متعلق بتلاتے ہیں۔ تو کیا اس سے حضور نبی کریم کی نبوت پر کوئی حرف آتا ہے ہرگز نہیں۔ اسمہ احمد کی پیشگوئی اگر آنحضرت صلعم کے متعلق نہ ہو۔ تو اس سے آپ کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ اس سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ کہ تورات یا انجیل میں آنحضرت کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں۔ حضرت موسیٰ نے بھی پیشگوئی فرمائی اور انجیل میں بھی پیشگوئی موجود ہے۔ مگر یہ پیشگوئی وہ نہیں جو عوام الناس سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسکے ہمارے پاس دلائل ہیں۔ پس دلائل کو توڑدو۔ یہ شور مچا کر کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی آنحضرت کے متعلق نہیں سمجھتے۔ لوگوں کے جذبات برانگیختہ کرو۔ باقی رہا احمد ظلی۔ تو اس سے کس کو انکار ہے۔ ہم تو مسیح موعود کو نبی بھی ظلی نبی کہتے ہیں یعنی آپ نبی ہیں بواسطہ خاتم النبیین اسی طرح آپ احمد ظلی ہیں۔ یعنی حضرت نبی کریم کی وساطت ہی سے احمد ہیں۔ اگر متبوع میں صفت احمد نہ ہوتی۔ تو تابع اسمہ احمد کی پیشگوئی کا اہل و مصداق کیونکر بن سکتا کیونکہ احمد نام والے کے لئے رسول ہونا ضروری ہے اور رسول ہو نہیں سکتا جب تک نبی کریم کا تبع نہ ہو۔ ھذا فہم ۔

(حاشیہ:) اسکے خلاف جو الفاظ ہیں وہ ہم چھاپدیں مگر ہمارے پاس اب وہ خط نہیں ہے +

سکر کوئی مقام نہیں

ایک دوست نے کسی کا اعتراض بھیجا کہ حضرت مرزا صاحب نے جو مسیح و مہدی یا نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ کلام سکر ہے۔ اسکے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تحریر فرمایا۔ کہ ہمارے نزدیک سکر کا مقام کوئی مقام نہیں۔ بعض الہامات کے معنے سمجھنے میں بعض اولیاء کو غلطی لگی۔ لوگوں نے اس کا نام حالت سکر کا کلام رکھا۔ اگر حالت سکر کو جائز رکھا جائے۔ تو ملہمین کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔ اور جب اعتبار ہی اٹھا۔ تو ان کی بعثت کی غرض بھی فوت ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی پر حالت سکر ہوتی ہے۔ تو وہ ایک قسم جنون کی ہے۔ ایسا شخص ماموریت میں نہیں ۔

تردید افتراء

پیغام نے غلط لکھا ہے۔ کہ بجیں قریب احمدی جماعت شملہ سے الگ ہو کر حامیان پیغام میں شامل ہو گئے۔ ابتداء ہی سے چند لوگ الگ تھے۔ اور بعض کا نام جھوٹ موٹ لکھدیا جیسا کہ اس تحریر سے واضح ہوگا۔ (ایڈیٹر)

اخبار پیغام صلح میں میری نسبت جو لکھا گیا ہے۔ کہ میں پہلے سبائعین میں شامل تھا۔ یہ غلطی سے کسی نے لکھا ہے۔ میرا رجحان شروع اختلاف سے ہی جماعت قادیان؟ (جماعتؑ) احمدی کی طرف ہے۔ میں نے آج تک میاں محمود احمد صاحب سے بیعت نہیں کی۔ میں موجودہ اختلاف کے بارے میں بہت تحقیقات کر رہا ہوں۔ اور مجھے اس میں خاص دلچسپی ہے۔ جبوقت مجھے مسائل متنازعہ پوری سمجھ میں آجاویں گے۔ تو میں انشاء اللہ فی العزیز میاں صاحب کی بیعت بھی کر لونگا۔ فقط

بقلم خود امام الدین [illegible] سب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا

مولویوں کی تکفیر بازی

وجہ اذان کے بارے میں ایک ہندوستان میں شور برپا ہوا تھا۔ کہ خطبہ جمعہ کے وقت کی اذان ایک فریق کہتا ہے خطیب کے پاس ہونی چاہیئے اور ایک کہتا ہے۔ کہ باہر مسجد سے ہونی چاہیئے۔ اور اس کا بانی احمد رضا خان بریلوی ہے۔ اس کے بعد دوسرے شہروں والوں نے یعنی مولوی لوگوں نے رسالہ بازی کی۔ یہاں تک ہوا۔ کہ کفر بازی تک نوبت پہنچی اور اب خدا کی قدرت کفر بازی سے مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ گئی۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی پر بدایوں والوں نے اپنی عزت ہتک کا فوجداری میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ ان مولوی صاحب نے ایک فتویٰ ہمارے خلاف بھی دیا ہے ملاحظہ ہو پہلے استفتا پھر اسکا جواب دیا ہے۔

مولویوں کی مہربانی احمدیوں کے حال پر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس معاملہ میں کہ زید کا بھائی عمر عرصہ سے قادیانی ہو گیا ہے۔ زید بموجب حکم شرعی عمر کے ہاں کھانا پینا نہیں ہے اب عمر کا مقولہ ہے۔ کہ ہم لوگ نیز جملہ مسلمانان اہل ہنود و اہل نصاریٰ کے یہاں کا بے تکلف کھاتے ہیں۔ لیکن کوئی عالم منع نہیں فرماتا۔ اور ہم لوگ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو پنج گانہ کے پابند اور تلاوت قرآن شریف کرتے ہیں۔ علماء نے ہمارے یہاں کا کھانا پینا ناجائز رکھا ہے۔ لہٰذا علمائے دین سے ہماری استدعا ہے۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ فقط

بینوا و توجروا

الجواب :۔ ہنود وغیرہ کافر اصلی ہیں۔ اور قادیانی مرتد ہے۔ اور مرتد کا حکم دنیا میں سب کافروں سے بدتر ہے۔ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا کسی طرح کا میل جول سب حرام ہے۔ بادشاہ اسلام اپنی سلطنت میں ہندو۔ یہودی۔ نصرانی ہر کافر اصلی کو جزیہ لیکر رکھیگا۔ اور جب وہ جزیہ دیں گے۔ تو ان کی جان و مال کی حفاظت فرمائیگا۔ لہم مالنا و علیہم ما علینا۔ مگر اس پر حرام ہے کہ قادیانی وغیرہ مرتد کو تین دن سے زیادہ چھوڑے سلطان اسلام اسے تین دن قید کرے گا۔ کہ شائد اسلام قبول کرے۔ چوتھے دن اسے یقیناً قتل کریگا۔ یہ تین دن قید رکھنا بھی مستحب ہے۔ سلطان پر واجب نہیں۔ اسے اختیار ہے۔ کہ ابھی قتل کردے۔ پھر قادیانی اپنے آپ کو ہندو۔ نصرانی کے برابر کیا کہہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مہر احمد رضا خان بریلوی)

ہم مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور قرآن مجید کی آیت کو پورا کر کے ہمارے ایمان کو بڑھایا۔ پھر راج گورنمنٹ برطانیہ کا ہے۔ اور اللہ کی حفاظت ہمارے شامل حال ہے ورنہ آپ لوگ تو جو سلوک ہمارے ساتھ کرتے وہ ظاہر ہے لیکن کیا قتل کردینے سے صداقت دنیا سے اٹھ جاتی ہے ؟

چکوال میں پیغامیوں کی کامیابی

پیسہ اخبار لکھتا ہے:

انجمن اسلامیہ چکوال ضلع جہلم کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸-۱۹ - مارچ ۱۹۱۶ء کو بڑی شان و شوکت سے ہوا۔ بڑے بڑے نامی گرامی علماء، فضلاء، شعراء اور لیکچرار رونق افروز جلسہ تھے۔

خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی لاہور سے تشریف لائے تھے جنکو مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب احمدی ساکن بھوئیں نے بلایا تھا۔ اور جنکو جلسہ میں اس شرط پر تقریر کرنے کی اجازت دیگئی تھی۔ کہ تقریر کا کوئی حصہ عام عقائد اہل اسلام کے خلاف نہ ہو۔

(افسوس ہے خواجہ صاحب احمدیت کی بہت مخالفت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی لوگ انہیں مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں)

یہ دونو لیکچر خاص طور پر پسند کئے گئے۔ کیونکہ ان میں مرزائیت کا بالکل دخل نہ تھا۔ (پسندیدگی کی وجہ پیغامیوں کے لئے قابل شرم ہے) ۱۹ - مارچ کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی پہنچ گئے۔ اور مرزائی جماعت نے ان کا لیکچر بعنوان "چودہویں صدی کا مجدد" تجویز کیا۔ جسپر انجمن اسلامیہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا۔ کہ اس میں شرائط طے شدہ کی خلاف ورزی ہے۔ دوسری طرف سے اس پر ضد کی گئی۔ جسپر انجمن اسلامیہ کا جلسہ ۵ بجے شام ختم کر کے اراکین انجمن نے اپنی ذمہ داری اٹھالی۔ اور فاضلان اسلام سب رخصت ہو گئے۔ اور حاضرین سے بھی کچھ خال خال آدمی باقی رہ گئے۔ اسپر ڈاکٹر صاحب تو بے دل ہو کر لیکچر دینے سے رہ گئے۔ اور خواجہ صاحب نے کچھ لیکچر دیا۔ جس میں ایک طرف تو مرزا صاحب قادیانی کی نبوت و رسالت کی تردید کی گئی۔ اور دوسری طرف ان کو چودہویں صدی کا مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس لیکچر کے سننے والے زیادہ حضرات جو محمودی پارٹی کے ممبر اور مرزا جی کی رسالت کا کلمہ پڑھنے والے تھے۔ (کلمہ تو ہم نہیں پڑھتے۔ ہاں رسالت کے قائل ہیں۔) البتہ بہت برا کیا ان احمدیوں نے جو بیٹھ کر مسیح موعود کی ہتک سنتے رہے۔ الا وہ جو بہ نیت اصلاح بیٹھا ہو۔ یا چندوہ اشخاص جو مرزا جی کی مجددیت تو کجا ان کے اسلام کے بھی قائل نہ تھے۔ اس لئے خواجہ صاحب کے اس دورویہ لیکچر کی جو وقعت ہو سکتی تھی۔ ناظرین اسکا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ رات کو بھی خواجہ صاحب کے لیکچر کے لئے مرزائی جماعت نے منادی کرائی تھی۔ لیکن کوئی ایک شخص بھی اس جگہ نہ گیا۔ اس لئے خواجہ صاحب صاف راتوں رات ہی بغیر لیکچر دینے کے چلدیئے۔ اور اسٹیشن ریلوے پر جا کر قیام کیا۔

ترکوں نے جنگ کر کے کیا پایا

اکتوبر ۱۹۱۴ء کے آخری ایام میں ترکوں نے اتحادیوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ اور نومبر ۱۹۱۴ء کے شروع میں اتحادیوں نے ترکی کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ کیا تھا۔ اس کے بعد ہی اتحادیوں کے حملے شروع ہو گئے۔ کاکیشیا سے روسی سپاہ صوبہ آرمینیا پر حملہ آور ہوئی۔ مگر ترکوں کی کثیر جمعیت کے سامنے پسپا ہو گئی۔ کوہ قاف کے پہاڑوں میں دسمبر ۱۹۱۴ء میں عظیم معرکے ہوئے۔ جن میں ترکوں کو شکست ہوئی۔ سراے کمش پر جنوری ۱۹۱۵ء میں شکست فاش اٹھائی۔ پھر فروری ۱۹۱۵ء کو نہر سویز پر حملہ کر کے سخت شکست اٹھائی۔ وادی عراق میں انگریزی سپاہ نے ہر میدان میں ترکوں کو زیر کیا۔ اور بغداد کے قریب جا لگی۔ جہاں سے اسے عظیم ترکی لشکر کے سامنے ۸۰ میل پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر وہ خلیج فارس کے مغربی کنارے سے ساڑھے پانسو میل اندرون ملک میں پڑی ہوئی ہے۔ عین وسط فروری ۱۹۱۶ء کو ارض روم پر سب سے عظیم ہزیمت ترکی لشکر کو برداشت کرنا پڑی۔ موش اخلات متو غیرت حصن قلعہ۔ گرمی گوبی کوب اسمین پر بھی پے در پے شکستیں کھائیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایشیائے کوچک میں ترکوں کی ہمت ٹوٹ گئی ہے۔

مصر اور جزیرہ قبرص پر گو عملی قبضہ برطانیہ کا تھا مگر دراصل وہ عثمانی مقبوضات شمار ہوتے تھے۔ ترکوں کی شمولیت جنگ سے وہ بھی ان کے ہاتھ سے بالکل نکل گئے اور برطانیہ کے محروسات میں داخل ہو گئے دریائے مرکضا کے کنارہ پر آٹھ سو میل رقبہ بلگریا کو مع ریلوے کے نذر کرنا پڑا۔ وادی عراق کا بہت بڑا حصہ برطانیہ کے قبضہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ خیال ہے کہ اب آرمینیا اور کردستان بھی عملاً روسیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ جن کا کل رقبہ ۷۲ ہزار مربع میل ہے۔ اسکا تہائی حصہ نکل گیا ہوگا۔ گویا اس وقت تک کل علاقہ جو سلطنت عثمانیہ سے نکل چکا ہوگا۔ وہ ساڑھے ۵ لاکھ مربع میل کے لگ بھگ ہے۔

اب ذرا سپاہ کے نقصانات کا حال سننا چاہیئے۔ گیلی پولی کے معرکوں میں ۵ لاکھ۔ کاکیشیا میں ۸۰ ہزار۔ عراق میں ۳۵ ہزار۔ مصری مہم میں ۴۰ ہزار۔ عربستان میں ۳۰ ہزار۔ وبائی نذر ۲ لاکھ۔ کل ۹ لاکھ ۳۵ ہزار سپاہیوں کا نقصان ہوا ہے۔ جنمیں مجروح۔ مقتول اور قیدی شامل ہیں مگر ان نقصانوں میں جنوری و فروری کے نقصان کاکیشیا اور آرمینیا شامل نہیں ہے۔

ارض روم کی فتح سے پیشتر جنوری اور فروری کے چند ہفتوں میں ترکوں کا ۸۰ ہزار نقصان ہوا تھا ارض روم کے بعد سے لیکر اواخر ماہ تک ۶۰ - ۷۰ ہزار اور آدمی کام آ چکے ہیں۔ گویا نومبر ۱۹۱۴ء سے فروری ۱۹۱۶ء تک گیارہ لاکھ ترک سپاہی کام آ چکے ہیں۔ جنگ بلقان ۱۹۱۲-۱۳ء میں ۲ لاکھ ترک کام آئے تھے۔ علاوہ ازیں روپے کا نقصان ہے جو غالباً ۲ کروڑ روپے روزانہ سے کم نہ ہوگا۔ تجارت و صنعت کا کام ہے۔ بحیرہ اسود میں بارہ پندرہ سو چھوٹے بڑے تجارتی جہاز اور چند جنگی جہاز غرق ہو چکے ہیں۔ اور بحیرہ مارمورا میں ہزار کے قریب غرق کئے گئے۔

الفضل - سچا ہے مسیح موعود کا فتوے جو اس نے مسلمانوں کو جنگ کے متعلق دیا۔ کاش لوگ ایمان لائیں۔

تصدیق المسیح والا مضمون بصورت ٹریکٹ

اس تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لئے سب سے پہلے برادر عبدالغفور صاحب سب پوسٹماسٹر نے پانچ روپے بھجوائے تھے اب میر امداد علی صاحب حیدرآباد دکن سے دو روپے بھجواتے ہیں دوسرے برادران ملت بھی چھپوائی کا خرچ پورا کر دیں جو چالیس روپے ہے تو اسے چھپوایا جائے منشی فرزند علی صاحب منشی فضل احمد صاحب نون آجکل خاموش ہیں۔ اور سندھ والے اولیں محرک بھی۔

حضرت مسیح موعود

کی صداقت کا ثبوت

یہ وہ تقریر ہے۔ جو جناب سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل نے ۶ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء کو بمقام دہلی ساما تھیئٹر ہال میں ایک عظیم جلسہ میں فرمائی۔ اور جسے الفضل کے اسسٹنٹ نے قلمبند کیا (ایڈیٹر)

راستبازوں کا انکار خطرناک بات ہے

آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ دنیا کا وہ پہلا شخص جس سے اس کی ابتدا ہوئی جب وہ کھڑا ہوا۔ تو ایک ہستی نے جو بڑا درجہ رکھتی اور معلم الملکوت کہلاتی تھی۔ اور جسے دعویٰ تھا۔ کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (۷-۱۱) اس کا مقابلہ کیا لیکن جانتے ہو۔ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہ کہ وہ ایسا بدنام ہوا۔ کہ اب اگر کسی کو ابلیس کہا جائے۔ تو مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ سچوں کے مقابلہ کا۔ راستبازوں کی مخالفت کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ اتفاقی واقعہ ہو سکتا ہے۔

دوسری مثال

اور حضرت نوح علیہ السلام کو لو۔ لاکھوں انسان اس کے مقابلہ پر ہیں۔ اور وہ اکیلا ہے۔ اور اپنی کمزوری کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے۔ کہ انی مغلوب فانتصر (۵۴-۱۰) مگر بتاؤ ان مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی آج ہے۔ ہرگز نہیں۔ سب تباہ و برباد ہو گئے ہیں ہاں حضرت نوح جو خدا کا برگزیدہ اور راستباز تھا اس کی نسل چلی۔

تیسری مثال

پھر دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بت پرست گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ کوئی حکومت اس کے پاس نہیں ہے۔ کوئی فوج نہیں۔ اس کا مقابلہ ایک بادشاہ کرتا ہے۔ حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (۲-۲۶۰) حضرت ابراہیم پر ایک شخص اس گھمنڈ پر جھگڑا کرتا ہے کہ اللہ نے اسکو ملک دیا تھا۔ اور بادشاہ بنایا تھا۔ مگر جانتے ہو۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا یہی کہ نمرود تباہ ہو گیا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ راستباز ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں۔

چوتھی مثال

پھر ورے آؤ۔ فرعون کا دربار ہے۔ بادشاہ ایسا عقلمند اور دانا اس کا وزیر ہے مصر کا ملک ہے۔ کئی ایک قوموں کا بادشاہ ہے۔ بنی اسرائیل اس کے غلام ہیں۔ لیکن ایک شخص ان میں سے ہی اٹھتا ہے۔ اور آکر اسے کہتا ہے۔ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ۔ میں تیرے رب کی طرف سے رسول ہو کر آیا۔ پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔ لیکن فرعون نے مقابلہ کیا۔ بتاؤ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہی کہ فرعون غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰ کامیاب۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ خدا کا برگزیدہ اور راستباز انسان گو اکیلا اور کمزور ہوتا ہے۔ تاہم اس کا انکار اور اس کا مقابلہ اچھا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

پانچویں مثال

پھر دیکھو وہ قوم جس کی نسبت خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین (۲-۴۴) اور جس پر یہ انعام ہوئے۔ کہ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واتکم مالم یؤت احدا من العلمین (۵-۲۳) جس میں نبی بنائے گئے بادشاہ بنائے گئے۔ اور جس کو اپنے زمانہ میں وہ کچھ دیا گیا۔ جو کسی کو نہ دیا گیا تھا۔ اس قوم میں ایک شخص مریم کے گھر پیدا ہوتا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ لومڑیوں کے لئے بھٹ ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے سر رکھنے کے لئے بھی جگہ نہیں۔ اس کا مقابلہ اس قوم کو ہوتا ہے جس کو تمام دنیا پر فضیلت دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ معزز ہو گیا۔ اور وہ قوم ایسی ذلیل ہوئی۔ کہ آج کسی کو یہودی کہنا گالی سمجھا جاتا ہے۔ یہ دلیل ہے۔ اس بات کی کہ راستباز ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ اور ان کے منکر ذلیل۔

چھٹی مثال

پھر دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہیں۔ آپ یتیم ہیں۔ کس مپرس ہیں کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ کے مقابلہ میں جو شخص کھڑا ہوتا ہے۔ وہ ابو الحکم کہلاتا ہے۔ سید الوادی مشہور ہے۔ لیکن جانتے ہو۔ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہی کہ آج دنیا میں اسے ابوجہل کہا جاتا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کسی راستباز کا مقابلہ اور انکار اچھا نتیجہ نہیں پیدا کرتا۔

ساتویں مثال

اب ذرا ہندوستان کی طرف آؤ۔ رام چندر جی بھائی اور بیوی کے ساتھ بن باس جاتے ہیں۔ لنکا کا بادشاہ شرارت کرتا ہے۔ اور آپ کی بیوی کو بھگا کر لیجاتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے یہ کہ آج تک راون کے نام پر تھوکا جاتا اور اس کے بت بنا کر جلائے جاتے ہیں۔ یہ ایک راستباز کو تکلیف دینے کا نتیجہ نکلا۔

ان مثالوں سے عبرت پکڑو

آپ نے یہ واقعات سن لئے اب میں آپکو بتاتا ہوں۔ کہ جس طرح یہ سب صادق اور راستباز لوگ آئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے آکر اعلان کیا۔ کہ میں بھی انہیں کے قدم بقدم پر آیا ہوں۔ پس تم لوگ دیکھو اور غور کرو۔ اگر یہ صادق ہے۔ تو اس کے مخالفین کا کیا انجام ہوگا وہی جو پہلے راستبازوں کے مخالفوں کا ہوا۔ میں نے آپکے سامنے حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک کی مثالیں پیش کی ہیں۔ آپ کو خوف پیدا ہونا چاہئے۔ کہ اگر مرزا صاحب خدا کی طرف سے ہوئے اور ہم نے انکو نہ مانا۔ تو اچھا نتیجہ نہیں ہوگا۔ آپ لوگوں نے اس کا اعلان سنا۔ اور اگر نہیں سنا۔ **تو آج میں سناتا ہوں۔ کہ اس نے خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا ہے۔** پس اگر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ سچا ہے۔ اور ضرور سچا ہے۔ تو سمجھ لو۔ کہ ان کے انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا۔ دنیا میں ہر ایک بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً دس آدمی سنکھیا کھانے کی وجہ سے مر گئے ہیں تو گیارہواں بھی ضرور مریگا۔ یہ نہیں اگر وہ سنکھیا کھائیگا۔ تو زیادہ تندرست ہو جائیگا اسی طرح اگر مرزا سچا ہے۔ تو اس کے منکرین کا وہی انجام ہوگا۔ جو پہلے راستبازوں کے منکرین کا ہوا۔ میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کی نسبت خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ان کو کہدے۔ کہ بتاؤ تو سہی اگر یہ خدا کی طرف سے ہے۔ پھر تم اس کا انکار کرتے ہو۔ تو تم سے بڑھکر کھلی گمراہی میں اور کون ہو سکتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ خوف دلاتا ہے کہ اگر یہ سچا ہے اور تم اس کا انکار کر رہے ہو۔ تو اس سے بڑھکر برا فعل اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر فرماتا ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ (۳۹ - ۳۳) اللہ پر جھوٹ بولنے والا بڑا ہی ظالم ہے مگر اس سے بڑھکر ظالم اور کوئی نہیں۔ جو اس سچائی کا انکار کرے جو اس کے پاس آگئی ہو۔ یہ میری اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے ہے۔ جو ہر ایک چیز کا خالق اور مالک ہے۔ اور جس کے حضور میں اور آپ سب لوگوں نے ایک دن جواب کے لئے کھڑا ہونا ہے۔ میں نے آپ لوگوں کو بتایا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس اگر آپ سچے ہیں۔ تو اس شخص سے بڑا کوئی ظالم نہیں ہو سکتا۔ جو آپ کا انکار کرتا ہے۔

ہم کس طرح معلوم کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا جھوٹے

میری ان باتوں سے آپ لوگوں کو خیال پیدا ہو گیا ہوگا۔ کہ ہم کس طرح معلوم کریں۔ کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا جھوٹے۔ اور آپنے یہ بھی ارادہ کر لیا ہوگا۔ کہ اگر سچے ثابت ہو جائیں۔ تو قبول کرینگے یہ بہت مناسب اور عمدہ خیال ہے۔ اس کے متعلق آپکے سامنے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بیان کرونگا۔ بلکہ قرآن کریم سے آپکو وہ ذریعہ بتاؤنگا۔ کہ آپ فوراً حضرت مرزا صاحب کے سچا یا جھوٹا ہونے کا فیصلہ کرلیں گے۔

قرآن شریف سے معیار صداقت تلاش کرو

خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ اے لوگو ہم نے اس قرآن میں کسی کی صداقت اور کسی کے جھوٹے ہونے کے متعلق تمام علامات بیان کردی ہیں۔ پس جس پر صداقت کی علامات صادق آئیں۔ اسے صادق مان لو۔ اور جو کذب کی علامات پر پورا اترے۔ اسے جھوٹا سمجھ لو۔

پہلا معیار صدق

قرآن کریم کہتا ہے قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۲۳ - ۱۷) اے محمد تو عرب کے لوگوں کو کھول کھول کر کہدے۔ کہ اگر میں خدا کی طرف سے نبی نہ ہوتا۔ تو میں خدا کا کلام تم پر کبھی نہ پڑھتا۔ اور کبھی رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرتا۔ میرے اس کہنے کی دلیل یہ ہے۔ کہ میں تم میں ایک لمبا عرصہ رہا ہوں۔ اگر میں جھوٹ بولنے والا ہوتا۔ تو میری پہلی زندگی ایسی نہ ہوتی۔ کہ تم مجھے الامین کہتے۔ میری پہلی زندگی بالکل بے عیب رہی ہے۔ اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کیا اس بات کو سوچنے کے لئے تمہیں ذرا بھی عقل نہیں؟

یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرب کے لوگوں کے سامنے پیش کی ہے۔ اور وہ اس کو سنکر بالکل خاموش ہو گئے ہیں۔ اور اس کی کچھ تردید نہیں کر سکے۔

دعویٰ سے پہلے کی زندگی کا پاک ہونا صداقت پر گواہ ہے

یہی معیار حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے مخالف لوگوں کو آکر یہی کہا۔ کہ اس وقت جبکہ میں نے دعویٰ کیا ہے۔ تم لوگ مجھے جھوٹا اور مفتری کہتے ہو۔ لیکن اس سے پہلے بہت عرصہ میں تم میں رہا ہوں۔ کیا کبھی تم نے میرا کوئی جھوٹ یا فریب دیکھا تھا۔ تم لوگ میرے گاؤں میں جاکر ہندوؤں عیسائیوں۔ سکھوں آریوں اور مسلمانوں سے پوچھ لو۔ کہ وہ میری پہلی زندگی کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ وہ یہی کہینگے۔ کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اور امانت اور دیانت کی زندگی بسر کرتا رہا ہے۔ اب میں تمکو کہتا ہوں۔ کہ جاؤ ان لوگوں سے پوچھو جو حضرت مرزا صاحب پر اس وقت طرح طرح کے اتہام لگاتے ہیں کہ آپ کی پہلی زندگی کیسی تھی۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا شاگرد رشید اور مرزا صاحب کا اول المکفرین اور رئیس المنکرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ساری عمر آپ سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ لیکن اسے یہ کہنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ آپ کی پہلی زندگی میں کوئی نقص تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی اس کتاب پر جو آپنے اپنے دعویٰ سے پہلے لکھی تھی۔ ریویو کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلینگے مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے۔) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ آجتک ہم میں ان میں خط و کتابت ملاقات و مراسلات برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار دیئے جانے کے قابل ہے۔ یہ وہ شخص ہے۔ جو قادیان کے قریب بٹالہ میں رہتا ہے اور اہلحدیث کا ایڈیٹر ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی کا پاک ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ تو مرزا صاحب کی پہلی زندگی کا پاک ہونا بھی دلیل ہے۔ اس بات کی۔ کہ آپ خدا کی طرف سے ہونیکے دعویٰ میں صادق ہیں۔ کیونکہ جو دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کو ثابت کرتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی رسالت اور نبوت کو ثابت نہ کرے اگر تم یہ کہتے ہو۔ کہ مرزا صاحب کی پہلی زندگی تو ہر ایک قسم کے نقص سے پاک ہے۔ لیکن انہوں نے آخری عمر میں نبوت کا دعویٰ کرنے میں جھوٹ بولا۔ تو میں کہتا ہوں۔ یہی بات ایک عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا ہے لیکن کیا وہ ٹھیک کہیگا؟ ہرگز نہیں۔ پس جبکہ تم لوگ مسجدوں اور ممبروں پر کھڑے ہو کر یہ کہتے ہو۔ کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی پاک اور بے عیب تھی اس لئے آپ نبوت کا دعویٰ کرنے میں سچے تھے۔ تو میں بھی سٹیج پر کھڑا ہو کر کہتا ہوں۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کی پہلی زندگی پاک اور بے عیب تھی۔ اس لئے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ سچے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ پس یہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی پہلی دلیل ہے۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل قرآن شریف یہ فرماتا ہے کہ اے مکہ کے رہنے والو۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ اتنی توجہ تو کرو۔ کہ اگر محمد (صلعم) ہم پر افترا کرتا تو ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتا اور پھر اس کی رگ گردن کاٹ دیتا پس تم میں سے کوئی ایک شخص بھی اسے بچا نہ سکتا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ اسی کو پیش کرکے میں بھی کہتا ہوں۔ کہ دہلی کے دانشمندو اگر مرزا جھوٹا ہوتا تو جتنی مہلت اسے ملی ہے۔ وہ نہ ملتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم ۲۳ سال وحی الٰہی ہونیکا دعویٰ کرنے کے بعد زندہ رہے اور یہ زندگی کامیاب زندگی کی دلیل ہے آپ کی صداقت کی اسی طرح اگر مرزا صاحب صادق نہ ہوتے۔ تو آپ کو بھی اتنی مہلت نہ ملتی۔ لیکن تاریخ اور واقعات بتاتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ سے ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد قریباً تئیس سال زندگی پائی۔ پس لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ۔ اے دہلی کے ہوشمندو اگر مرزا جھوٹا ہوتا تو خدا اس کا ہاتھ پکڑ لیتا اور رگ گردن کاٹ دیتا۔ اور کوئی اسے نہ بچا سکتا۔ غور کرو۔ جس بات کو خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے پیش کرتا ہے۔ اسی کو ہم حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ تو پھر کیوں آپ کے نزدیک سچے نہیں ہو سکتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب باوجود تیس سال تک جھوٹے الہام بنانے کے بچ سکتے ہیں۔ اور آپ کی صداقت کی دلیل نہیں تو ایک عیسائی کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت بھی سچے نہیں لیکن تم عیسائیوں کو یہ جواب دیا کرتے ہو۔ کہ نہیں آپ نے ۲۳ سال الہام کا دعویٰ کرنے کے باوجود زندگی گذاری ہے۔ اس لئے آپ سچے ہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونیکا دعویٰ کیا اور تیس سال زندہ رہے۔ اگر (نعوذ باللہ) جھوٹے ہوتے۔ تو خدا آپ کی رگ گردن کاٹ دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے آپ سچے ہیں ؛

تیسری دلیل

اللہ تعالیٰ عرب کے لوگوں کی نسبت فرماتا ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اے محمد کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ خدا کا کلام نہیں۔ تو نے اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ اگر ان کا یہ خیال ہے۔ تو انہیں کہدے۔ کہ تم ایک ایک نہیں بلکہ سارے ملکر اللہ کے سوا ایسی دس ہی سورتیں بنا کر لاؤ۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ پھر فرمایا۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ اے محمد (صلعم) اگر یہ کوئی جواب نہ دے سکیں۔ تو مسلمانو یقین کر لو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ انسانی تصرف سے ایسا نہیں بن سکتا۔ اے حاضرین میں اسی معیار کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب عجمی پنجاب کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر عربی زبان کے ایسے خزانے کھولے ہیں۔ کہ اس وقت تمام دنیا میں اور کسی پر نہیں کھولے گئے۔ چنانچہ آپ نے ایسی کتابیں لکھیں اور آپ کی زبان مبارک سے ایسے کلمات نکلے۔ کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ آپ نے بیس کے قریب ایسی کتابیں لکھیں۔ جن کے متعلق چیلنج دیئے گئے عربی ممالک میں ان کو بھیجا گیا۔ بڑے بڑے انعام مقرر کئے گئے۔ کہا گیا۔ کہ کوئی ان کی نظیر لکھکر لائے۔ لیکن صاحبان فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ اگر کوئی اس مطالبہ کا جواب نہ دے سکا۔ تو مان لو۔ کہ یہ انسانی تصرف سے نہیں کیا گیا۔ تم لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں مال خرچ کئے۔ لیکچر اور وعظ کئے۔ اخباریں سیاہ کیں۔ کتابیں اور اشتہار شائع کئے۔ اور تم نے یہ بھی کہا۔ کہ مرزا صاحب کی عربی غلط ہے۔ اس لئے ہم اس کے مقابلہ پر لکھنے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ مگر تم سے مطالبہ یہ تھا۔ کہ اس کی نظیر لکھکر لاؤ۔ کیا تم لائے۔ ہرگز نہیں۔ تم اس کے لئے عاجز ہو گئے اور قیامت تک عاجز ہی رہو گے۔ تم اس کا جواب نہیں لا سکو گے۔ اور ہرگز نہیں لا سکو گے۔ تمہاری قلمیں مخالفت کرتے کرتے گھس گئیں۔ تمہاری زبانیں شور مچاتے مچاتے تھک گئیں۔ لیکن مقابلہ پر لکھنے کے لئے تمہاری قلمیں ٹوٹ گئیں۔ تمہاری زبانیں بند ہو گئیں۔ تمہارے ہاتھوں پر رعشہ پڑ گیا۔ کیا تم میں کوئی غیرتمند ہے جو مقابلہ پر کچھ لکھنے کی جرأت کرے۔ اور کوئی کتاب تصنیف کرے۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ مرزا صاحب کی عربی غلط ہے۔ اس لئے میں اس کے مقابلہ پر لکھنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو کیا کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ قرآن کی عربی غلط ہے۔ اس لئے میں اس کے مقابلہ پر نہیں لکھتا۔ لیکن یہ صرف جان بچانیکا بہانہ ہے۔ تم سے ہمارا یہ مطالبہ نہیں ہے۔ کہ غلطیاں نکالو۔ بلکہ یہ ہے کہ اس کی نظیر لاؤ۔ لیکن آج تک تم میں سے کوئی نظیر نہیں لا سکا آپ لوگ غور کریں۔ تم میں عالم ہیں۔ فاضل ہیں۔ علم عربی جاننے والے ہیں۔ وہ کیوں مہینہ دو مہینے میں کتاب لکھکر نہیں لے آئے۔ اسی لئے کہ مرزا صاحب کی کتابیں معجزہ ہیں۔ اس نے ان سب کی طاقتیں سلب کر لی ہیں اور کسی میں لکھنے کی طاقت نہیں ہی۔ اگر تم یہ کہو کہ ہم طاقت تو رکھتے ہیں۔ لیکن اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ تو یاد رکھو۔ کہ قرآن کریم کے مطالبہ پر بھی یہی کہا گیا تھا۔ کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا (۸-۳۱) اگر ہم چاہیں۔ تو ایسا ہی بنا سکتے ہیں۔ تمہارا یہ کہنا اس پیالہ کو تم سے نہیں ٹال سکتا۔ اور تم اس مطالبہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ پس یہ معجزہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کو دیا گیا ہے۔ وہ جس طرح آنحضرت صلعم کی صداقت کا ثبوت تھا اسی طرح آپ کے خادم کی صداقت کی دلیل ہے۔ اگر آپ لوگ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اٹھتے۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مگر آپ نے کتابیں لکھیں اشتہار شائع کئے۔ وعظ کئے۔ لوگوں کو بھڑکایا۔ مقدمات دائر کرائے مباحثات کئے۔ فتوی لکھے۔ مگر اتنا تو بتاؤ کہ کس بات کے خوف نے تمہیں بے دم کر دیا۔ کہ ایک دس جزو کی کتاب بھی نہیں بنا سکتے۔ تم کیوں مقابلہ کے لئے نہیں اٹھتے۔ کس نے تمہاری طاقت کو سلب کر لیا ہے۔ اور کس نے تمہاری قوت کو چھین لیا ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اور اپنی حالت کو دیکھو۔ اسی لئے ہم نے یقین کر لیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا کلام مرزا صاحب کا نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے تصرف سے لکھا گیا ہے۔ باتیں بنانی اور بات ہے۔ مزا تو تب ہے۔ کہ تم میں سے اٹھکر کوئی جواب دے۔ کہ میں نے فلاں کتاب مقابلہ پر بنائی ہے۔ پھر دیکھو۔ حضرت مرزا صاحب نے لکھا۔ کہ اگر کوئی میری کتاب کے مقابلہ میں کوئی کتاب بنا کر لائیگا۔ تو اگر تمہارے علماء بھی یہ کہدیں۔ کہ یہ میری کتاب سے بڑھکر ہے۔ تو میں اپنا دعویٰ چھوڑ دونگا۔ یہ توجہ کرنے کی بات ہے۔ تم نے کیوں کتابیں نہیں لکھیں۔ کیوں اس بات کے لئے مجلسیں قائم نہیں کیں۔ کیوں اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ پس اے قرآن کی صداقت کے ماننے والو تم پر یہ فرض ہے کہ اب مان لو۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابیں خدا تعالےٰ کے تصرف سے لکھی گئی ہیں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ کیونکہ اگر قرآن کریم کا بے نظیر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ثابت کرتا ہے۔ تو مرزا صاحب کی کتابوں کا بے نظیر ہونا کیوں آپ کی سچائی کی علامت نہیں ہے ؛

چوتھی دلیل

اب میں چوتھی دلیل پیش کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى

غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ آئندہ کے واقعات دنیا کا کوئی انسان نہیں جانتا۔ صرف خدا ہی جانتا ہے پس جو شخص آئندہ کے متعلق ایسے واقعات بتائے جو انسانی عقل و فکر کی رسائی سے بالاتر ہوں۔ وہ وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی جناب میں مقبول ہو۔ اور لوگوں کی طرف منجانب اللہ بھیجا گیا ہو۔ صاحبان یہ قرآن شریف کا معیار ہے۔ ایک رسول کی صداقت کے لئے۔ پس اگر تم اس کا انکار کرو گے تو سمجھ لو۔ کہ قرآن کا انکار کرو گے۔ اس کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو پرکھلو۔ آپنے بیسیوں ایسے واقعات کی اطلاع پیش از وقت دی جن کو دنیا جانتی نہ تھی۔ اور دنیا شہادت دیتی ہے۔ کہ پورے ہوئے۔ اول۔ دیکھو تقسیم بنگالہ ہوئی بنگالیوں نے اس کے متعلق بڑا شور برپا کیا اور منسوخی کے لئے بڑا زور مارا۔ لیکن پارلیمنٹ تک سے انہیں ناکام رہنا پڑا اس کے متعلق تمام بنگالی ناامید ہو گئے۔ کوئی انسانی عقل کبھی خیال بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کہ یہ منسوخی ہو گی۔ مگر اس ما میں خدا تعالیٰ کا فرستادہ کہتا۔ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب ان کی نسبت ان کی دلجوئی ہو گی یہ اس نے اپنی طرف سے نہیں کہا تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس بھیجے ہوئے پر غیب ظاہر کیا۔ اور اس نے دنیا میں شائع کر دیا۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ گذرا اور شہنشاہ جارج پنجم نے اسی شہر میں آکر کہا کہ میں اس کو منسوخ کرتا ہوں غور کرو۔ اخبارمیں لکھا جاتا ہے۔ کہ اب اس کا منسوخ ہونا ناممکن ہے۔ لوگ ظاہری حالات کو دیکھکر ناامید ہوتے جاتے ہیں وائسرائے صاف جواب دے دیتا ہے۔ اصحاب حل و عقد قول فیصل قرار دیتے ہیں۔ کوئی انسانی عقل ترمیم و تنسیخ کا خیال بھی نہیں کر سکتی۔ مگر بادشاہ آتا ہے۔ اور اس بڑی بادشاہت کی بتائی ہوئی بات کو آکر پورا کرتا ہے۔ میرے خیال میں شہنشاہ جارج پنجم اسی لئے دہلی میں آئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ جو پیغام اس شہنشاہوں کے شہنشاہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو سنایا تھا۔ اس کو پورا کریں۔ پس اگر یہ مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل نہیں۔ تو بتاؤ اس آیت کے کیا معنے ہوئے حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام پیشتر کے رسالوں اور اخباروں میں چھپا ہوا موجود ہے۔ یہ واقعہ آپ کی صداقت کی بینظیر شہادت ہے۔

دوم۔ قرآن کریم نے ایرانیوں اور رومیوں کی لڑائی کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ کہ پہلے رومیوں کو شکست ہو گی۔ مگر پھر وہ غالب ہو جائینگے۔ چنانچہ فرمایا۔ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لوگوں تم تو یہ دیکھ رہے ہو۔ کہ ایرانی رومیوں پر غالب ہوتے جاتے اور ان کے ملک میں بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر الٓمّٓ اصل بات میں جانتا ہوں۔ رومی ایرانیوں سے مغلوب تو ہو جائینگے۔ مگر جلدی ہی ان پر غالب آجائینگے یہ پیشگوئی کوئی معمولی پیشگوئی نہیں۔ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں اس کو پیش کرتا ہے۔ یہی الہام حضرت مرزا صاحب نے شائع کیا۔ اور اس نے پورا ہو کر اپنی صداقت کی شہادت دیدی۔ ترکوں اور بلقانیوں کی جب لڑائی ہوئی۔ اور بلقان والوں نے ان کا بہت سا ملک فتح کر لیا حتیٰ کہ ادریانوپل پر بھی قابض ہو گئے۔ ترک بالکل مایوس ہو گئے۔ لیکن اس سے پیشتر حضرت مرزا صاحب نے یہ الہام شائع کیا ہوا تھا۔ کہ۔ الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون چنانچہ انور پاشا نے جا کر ادریانوپل کو خالی کرا لیا۔ اور اس طرح آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی فتح پاتا ہی ہے اگر ترکوں نے فتح پالی تو کونسی عجیب بات ہو گئی لیکن یہ درست نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی تھا۔ تو قرآن کریم نے پیشگوئی کے انہی الفاظ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں کیوں پیش کیا۔ پس جب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی بھاری دلیل ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے لئے کیوں نہیں ہے۔

سوم۔ اب دور کی باتوں کو جانے دو۔ اپنے گھر میں آؤ۔ طاعون کی بیماری سے آپ سب لوگ واقف ہیں۔ کہ خدا کے اس راستباز کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر غور کیجئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب طاعون کے متعلق اس وقت خبر دیتے ہیں۔ جبکہ ہندوستان میں کسی جگہ اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا مگر مرزا صاحب نے اس وقت شائع کیا۔ اور بتایا۔ کہ مجھے ہندوستان میں طاعون کے پودے لگتے دکھائی دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بیماری ہے۔ جو جہانگیر کے زمانہ کے بعد کسی کو ہندوستان میں نہیں ہوئی تھی۔ لیکن زمانہ نے بتا دیا اور واقعات نے دکھا دیا۔ کہ اس طرح اس فرستادہ خدا کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ غور تو کیجئے کتنی عجیب بات ہے کہ ملک میں کسی جگہ طاعون نہیں۔ کوئی ڈاکٹر کوئی حکیم نہیں کہتا۔ کوئی گورنمنٹ اعلان نہیں کرتی۔ ہاں آسمانی گورنمنٹ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ بتاتی ہے۔ کہ ایسا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور طاعون نے بہت سے لوگوں کو تباہ کر کے بتا دیا۔ کہ مرزا واقعی خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ایسی خبریں جو انسانی عقل و فکر سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ وہ خدا اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ طاعون اس وقت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ میرا نام و نشان بھی ہندوستان میں نہ تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کے ایک برگزیدہ نے میری نسبت خبر دی۔ کہ آئیگی اب میں آگئی ہوں ؛

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں تو بہت ہیں۔ جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور دنیا نے انکو پورا ہوتا دیکھ لیا ہے۔ لیکن میں مضمون مختصر کرنے کے لئے یہاں ہی ختم کرتا ہوں۔ اور آپ کی صداقت کی اور دلیلیں پیش کرتا ہوں ؛

پانچویں دلیل

حضرت نوح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا کہ ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ اور قُلْنَا احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ۔ اور ہم نے کہا اس کشتی میں ہر ایک چیز کے جوڑے کو سوار کر لو اور اپنے اہل کو سوائے اس کے جس کی نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے۔ اور جو ایمان لائے انکو بھی سوار کر لو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً (۲۶ - ۱۱۹) کہ ہم نے نوح اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے۔ ان کو نجات دی اور باقیوں کو غرق کر دیا۔ اس میں بہت بڑا نشان ہے۔ میں کہتا ہوں جس طرح حضرت

نوح علیہ السلام کا کشتی کے ذریعہ سے بچنا خدا تعالیٰ کے قول کے مطابق آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی چار دیواری کا طاعون سے محفوظ رہنا آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ طاعون کا طوفان آتا ہے۔ اور پانی کے طوفان کی طرح نہیں۔ بلکہ اس سے خطرناک۔ لیکن حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر کہتے ہیں۔ کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ جو تیری چار دیواری میں ہوگا۔ وہ اس بیماری سے نہیں مریگا۔ حتیٰ کہ اس چار دیواری کے اندر سے چوہا بھی نہیں مریگا۔ پس اگر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور آپ کا طوفان سے بچنا دنیا پر حجت ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام کہ انی احافظ کل من فی الدار میں ان سب کی حفاظت کرونگا۔ طاعون سے جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں۔ کیوں حجت نہیں ہو سکتا۔ بیس برس سے زیادہ عرصہ سے طاعون پنجاب اور ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔ قادیان کے ارد گرد گاؤں کے گاؤں تباہ کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ قادیان میں بھی پھیلتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مکان کے ارد گرد لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔ مگر جاؤ مرزا صاحب کے دشمنوں سے پوچھو قادیان کے لوگوں سے دریافت کرو۔ کوئی یہ نہیں ثابت کرسکیگا۔ کہ آپ کی چار دیواری میں سے ایک چوہا بھی طاعون سے ہلاک ہوا ہے۔ حضرت نوح کو الہام ہوا تھا۔ کہ طوفان سے بچنے کے لئے کشتی بناؤ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو کہا گیا۔ کہ طاعون کے طوفان سے بچنے کے لئے تمہارا گھر ہی کشتی ہے۔ پس اگر حضرت نوح کا بچنا تمام دنیا کے لئے صداقت کا نشان ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام بھی تمام دنیا کے لئے نشان ہے اگر حضرت مرزا صاحب کی چار دیواری میں کوئی جانور کوئی چوہا ہی ہلاک ہو جاتا۔ تو بھی آپ لوگوں کے لئے بڑی خوشی کا مقام تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ بڑا عزت مند ہے کہ اس نے آپ کو اتنا بھی موقع نہیں دیا۔ اور ایک جاندار بھی ہلاک نہیں ہوا۔ پھر دیکھو کشتی اور مکان میں بہت بڑا فرق ہے۔ کشتی طوفان سے بچنے کے لئے اسباب عادیہ میں سے ایک سبب اور ذریعہ تھی۔ مگر مکان کا طاعون سے بچنے کے لئے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ پس یہ نشان اس سے بھی بڑھکر نشان ہے؛

چھٹی دلیل

میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی چھٹی دلیل بیان کرتا ہوں۔ سنو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے۔ تو یہودیوں نے مخالفت کرنے اور آپ کو دکھ اور تکالیف پہنچانے میں کمال کر دکھایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا۔ کہ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یا اے محمد یہودیوں کو کہدے۔ کہ اگر تمہیں یہ گمان ہے۔ کہ میں سچا نہیں۔ اور تم ہی خدا کے مقرب اور پیارے ہو۔ تو آؤ مجھ سے مباہلہ کرلو۔ کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ موت وفوت کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کوئی جوان نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں بوڑھے کے بعد میں مرونگا۔ اور بوڑھا جوان سے پہلے مرنے کے لئے نہیں کہہ سکتا۔ کوئی جوان پہلے مرتا ہے۔ تو کوئی بوڑھا۔ مگر خدا تعالیٰ جو اپنے بندوں کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان کو کہدو۔ کہ اگر تم اپنے گمان میں سچے ہو۔ اور میں جھوٹا تو آؤ مباہلہ کرلو۔ یہ معیار صداقت عام لوگوں کے لئے ہے حدیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلہ کے لئے بلایا۔ مگر وہ نہ آئے۔ تو باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بڑی تھی۔ تاہم کوئی نوجوان بھی آپکے مقابلہ پہ مباہلہ کے لئے نہ اٹھا۔ یہ ایک بے نظیر احسن ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے پیش کیا ہے۔ اسی معیار کو حضرت مرزا صاحب نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل اور آپ کی صداقت کو چمکانے والے تھے۔ اعلان کیا کہ اے عالمو۔ گدی نشینو۔ پیرو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ میں جھوٹا ہوں۔ اور تم سچے تو آؤ مباہلہ کرلو۔ تاکہ جو کاذب ہو وہ صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔ اگر اس چیلنج کو کوئی قبول نہ کرتا۔ تو بھی آپ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چیلنج کو بھی کسی نے قبول نہ کیا تھا۔ مگر چونکہ اس زمانہ میں دہریت کا بہت زور تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی کا اس طرح ثبوت دیا۔ کہ بعض لوگوں نے چیلنج منظور کر لیا۔ اور وہ ہلاک کئے گئے۔ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں آپ سے جس کسی نے بھی مباہلہ کیا۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا آپ لوگ کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں پیش کرسکتے۔ کہ کسی نے حضرت مرزا صاحب سے مباہلہ کیا ہو کر کاذب صادق کی زندگی میں مرجائے اور پھر وہ آپ کی زندگی میں فوت نہ ہوا ہو۔ میں کہتا ہوں۔ اگر تم سچے تھے۔ تو پھر تمہارے علماء جنہوں نے لفظاً یا معناً مباہلہ کیا۔ کیوں مرگئے۔ مولوی غلام دستگیر صاحب۔ مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی۔ فقیر مرزا۔ محمد لکھوکے۔ عبد القادر طالب پوری کی نسبت یاد کرلو۔ کہ ان کا کیا انجام ہوا پھر ان کے علاوہ غیر مذاہب کے لیکھرام اور ڈوئی۔ اور آتھم کے متعلق دیکھو؛

مباہلہ سنت نبوی ہے۔ اور قرآن شریف سے استنباط کیا گیا ہے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ جس نے مباہلہ بشرائط معلومہ کیا۔ وہی ہلاک ہوگیا؛

ساتویں دلیل

اب میں ساتویں دلیل بیان کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی قوم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے بچھڑا اپنا معبود قرار دے لیا تھا۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہوا۔ اور ان کو اسی دنیا میں ذلت نصیب ہوئی۔ اور خدا پر افترا کرنیوالوں کی یہی سزا ہے۔ اب دیکھو حضرت مرزا صاحب نے تیس سال دعویٰ کیا۔ اس کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ سچے تھے۔ یا افترا کرنے والے لیکن قرآن کریم اس کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ اور وہ یوں کہ ارشاد ہے۔ جو مفتری ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے اسی دنیا میں خوار اور ذلیل کر دیتا ہے۔ آپ لوگ اسی معیار پر حضرت مرزا صاحب کو پرکھ کر دیکھیں۔ آپنے جب پہلے دن دعویٰ کیا۔ تو آپ اکیلے تھے۔ مگر آپ کی وفات کے وقت لاکھوں جانثار آپکے ساتھ تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ دنیا مجھے ملنے۔ وفات کے وقت لاکھوں ان لوگوں کے

آپ کو مانا۔ آپ کی بات سننے والا کوئی نہیں تھا۔ مگر وفات کے وقت لاکھوں آپکے پسینہ کی جگہ خون گرانے کے لئے تیار تھے پہلے اگر آپ کی گورنمنٹ میں معمولی عزت تھی۔ تو دعویٰ کرنے کے بعد بہت زیادہ ہوگئی۔ آپ ایک ایسے گاؤں میں رہنے والے تھے۔ کہ جہاں کے سارے لوگ بھی آپکو نہ جانتے تھے۔ مگر آخر تمام دنیا آپ کو جان گئی۔ غرضیکہ کوئی کامیابی اور عزت کا پہلو نہیں جو آپ کو نہیں ملا۔ اگر سیدنا مرزا صاحب نعوذ باللہ مفتری ہوتے۔ تو ان کی پہلی اور پچھلی حالت اس طرح نہ ہوتی دیکھو تم لاکھوں تھے۔ اور وہ اکیلا۔ مگر کامیاب کون ہوا۔ اس نے تم سے کتنے لوگ چھین لئے۔ اور کتنے تم سے الگ ہوکر اس کے ساتھ جا ملے۔ پس کامیاب وہ ہوا یا تم ٭

آٹھویں دلیل

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجتا ہے۔ وہ اپنے بھائی کو ساتھ لیکر اس کے پاس جاتے ہیں۔ اور جاکر کہتے ہیں۔ کہ میں تمہارے رب کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔ میری بات مان لو وہ نشان طلب کرتا ہے۔ اس کے لئے ایک جگہ مقرر ہوتی ہے۔ اس میں فرعون کے بڑے بڑے عالم اور ساحر اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰؑ سے مقابلہ ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ قد افلح الیوم من استعلیٰ۔ سچا وہی ہوگا جو آج کے دن غالب ہوگا۔ یعنی غالب ہونا اس کی سچائی کی دلیل ہوگی۔ سنئے صاحبان۔ فرعون کے زمانہ میں جس طرح مقابلہ ہوا تھا۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا مقابلہ ہر ایک مذہب کے علماء سے لاہور میں ہوا۔ وہاں ایک جلسہ اس لئے منعقد کیا گیا تھا۔ کہ ہر ایک مذہب کے لوگ آکر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ چنانچہ ہزاروں آدمی آئے۔ حضرت مرزا صاحب نے پہلے ہی اعلان کردیا۔ کہ اس جلسہ میں میرا مضمون سب سے اعلیٰ رہیگا۔ یعنی یہ ایک نبی نے کہا۔ کہ آج جو غالب رہیگا وہ سچا ہوگا۔ چنانچہ جب مضمون سنایا گیا۔ تو ہر ایک مذہب کے لوگوں نے اقرار کیا کہ واقعی یہ مضمون سب سے اعلیٰ رہا ہے۔ مضمون کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ مگر سننے والے کہتے ہیں۔ کہ یہی سنایا جائے۔ اور دوسرے جن کا وقت تھا۔ وہ خود اپنا وقت دیدیتے ہیں۔ ایک دن میں ختم نہیں ہوتا تو دوسرا دن بھی اسی کے لئے دیا جاتا ہے

پس اب اگر حضرت مرزا صاحب غالب رہے۔ اور واقعہ میں آپ غالب رہے۔ تو قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى جو غالب ہوا وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور یہ اس کی صداقت کی دلیل ہے ٭

ان آٹھ دلیلوں پر توجہ کرو

پس میں آپ لوگوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ قرآن کریم جو ایک ایسی کتاب ہے کہ تمام اسلامی فرقوں کے سر اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ اس کی اگر ایک آیت حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہو۔ تو لازم ہے۔ کہ آپ کو مان لیا جائے۔ مگر خدا کے فضل سے میں نے تو آٹھ ایسی آیتیں مختلف مقامات سے پیش کی ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کرتی اور آپکے راستباز ہونے پر شاہد ہیں۔ اب میں انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور صحیح فطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ان پر غور کریں

چند اعتراضات کا جواب

خاتمہ پر اعتراض کرنے کا لوگوں کو موقع دیا گیا۔ اور بعض نے تحریری اعتراض پیش کئے جن کا جواب دیدیا گیا۔ میں یہاں ان چند اعتراضات کو معہ جواب کے درج کرتا ہوں۔ جو معترضین کے نزدیک بڑے وزنی تھے ٭

مولوی غلام محمد صاحب شملوی نے یہ سوال لکھکر دیئے (۱) "کیا مباہلہ سے موت سے پہلے آدمی مر سکتا ہے میرے نزدیک قرآن شریف کی تعلیم کے خلاف ہے" (۲) "مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے جو مباہلہ کیا تھا اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے دعویٰ میں صادق اور مرزا صاحب اس کے برعکس ثابت ہوئے"

جواب۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ اے لوگو اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اگر کسی کے لئے مقررہ وقت سے پہلے موت نہیں آسکتی۔ جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ تو کوئی اپنے آپ کو ہلاک بھی نہیں کرسکتا خواہ آگ میں ڈالے۔ یا پانی میں ڈبوئے۔ یا پہاڑ سے گرلے تو کیا قرآن شریف کا یہ حکم کہ "تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" یونہی رائیگاں ہی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ موت سے پہلے بھی انسان ہلاک ہوسکتا ہے پھر دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ایک سورۃ نازل فرمائی ہے۔ اس میں نوح علیہ السلام کی نسبت آتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اے میری قوم میں تیرے پاس کھلا کھلا ڈرانے والا آیا ہوں اگر تم اللہ کی عبادت کروگے۔ تقویٰ اختیار کروگے۔ اور میری اطاعت کروگے تو تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دی جائیگی۔ یعنی جبکہ ہلاکت سے مہلت مل سکتی ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اجل مسمیٰ سے پہلے ہلاکت آبھی سکتی ہے۔ کیونکہ اگر آ نہیں سکتی تو پھر مہلت دینے کے کیا معنی ہوئے ٭

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو چیلنج دیا۔ کہ اگر وہ فیصلہ چاہتا ہے تو آئے میں اور وہ دعا کریں۔ کہ جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں موت ہوجائے۔ ثناء اللہ نے یہ منظور نہ کیا۔ پس جبکہ اس نے مباہلہ منظور ہی نہ کیا۔ تو اس کا زندہ رہنا کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے ٭

مولوی محمد علی کے بیس سوالات کا جواب

"مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے تازہ شہادت (مولوی محمد علی کا ٹریکٹ) دیکھتے ہی ایک مفصل و مدلل مضمون بھیجدیا تھا۔ مگر ایک جواب ہوچکا تھا اس لئے اسے چھاپا نہ گیا۔ البتہ اس مضمون کا آخری حصہ قابل دید ہے۔ جو درج ذیل ہے"

(ایڈیٹر)

مولانا محمد احسن صاحب کا خط درج کرنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے ۔ کہ :-

(۱) اگر مسیح موعود ؑ کی کوئی کتاب منسوخ نہیں ہوئی ۔ تو میاں صاحب کا مذہب باطل ۔

(۲) اگر حضرت مسیح موعود ؑ نے دعوے مسیحیت کے بعد اپنا عقیدہ نبوت تبدیل نہیں کیا ۔ تو میاں صاحب کا عقیدہ نرا غلو ۔

(۳) اگر مسیح موعود کو اپنے دعویٰ میں پندرہ سال تک شک نہیں تھا ۔ تو میاں صاحب کا مذہب اس بارے میں نری گمراہی ۔

(۴) اگر مسیح موعود نے جزوی نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا ۔ نہ کبھی نبوت کاملہ کا دعوےٰ کیا تو میاں صاحب ختم نبوت کے منکر ۔

(۵) اگر مسیح موعود نے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے اولاً اور بالذات آنحضرت ؐ کے حق میں ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا تو میاں صاحب کے خیالات نرا مجموعہ اباطیل ۔

انہی پانچ امور میں سے ہر ایک کے متعلق ہم سوال کئے ہیں ۔ اور اس طرح بہت سوال بنا دیئے ہیں لیکن حقیقت میں یہ صرف دو سوال ہیں ۔

اوّل یہ کہ کیا مسیح موعود ؑ نبی ہیں یا محدث ۔

دوم ۔ یہ کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق مسیح موعود ہے یا نہیں ۔

سو الحمد للہ کہ ان سوالات کے مکمل اور مدلل جواب دیئے جا چکے ہیں ۔ اور خود مولوی محمد احسن صاحب کا خط شاہد ہے کہ وہ حضرت اقدس کو عیسےٰ کی طرح نبی اللہ مانتے ہیں ۔ اور پھر خلیفہ اول رضؓ کے درس قرآن کے نوٹ موجود ہیں ان میں دیکھ لو ۔ لاہور کی تقریر پڑھ لو ۔ جہاں آپ نے فرمایا ہے کہ :-

"ایچاپیچی کرنی اور بات ہے ۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نے کفر ایمان شرک کو کھولکر بیان کر دیا ہے ۔ پہلے نبی آتے رہے ۔ ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں ۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے ۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا ۔ اور کوئی سوال نہ تھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں ۔ جواب تم کہتے ہو ۔ کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں × × × حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے ۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے ۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں ۔ اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے" ۔ (بدر ۲۴ ۔ جولائی ۱۹۱۲ء)

دوسرے سوال کے متعلق بھی خلیفہ اول نے صاف فیصلہ کیا ہے ۔ کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مسیح موعود کے ہی حق میں ہے ۔ حضرت اقدس نے بل ذکرا اسمہ احمد بالتصریح لکھ کر صاف بتا دیا ہے ۔ کہ عیسےٰ کی پیشگوئی اسمہ احمد والی مسیح موعود کے حق میں ہے ۔

اب مولوی صاحب نے جتنے سخت اور ناشائستہ الفاظ حضرت سیدنا فضل عمر رضؓ کے حق میں استعمال کئے ہیں ۔ وہ حقیقت میں خلیفہ اول اور مسیح موعود کے حق میں ہیں اور یہ ضروری تھا ۔ کیونکہ راستبازوں کا ہمیشہ مخالف ایسا ہی ہوا کرتا ہے ۔

مولوی محمد علی صاحب نے بار بار ہمیں غالی اور گمراہ کہا ہے لیکن تعجب ہے ۔ کہ خود مولوی محمد علی حضرت مسیح موعود کو نبی آخر الزمان مدتوں مانتا رہا ۔ اور حلفیہ اعلان پیغام صلح میں بانیان پیغام کی طرف سے ہوا ۔ کہ مسیح موعود خدا کا مرسل ہے ۔ اور سچا نجات دہندہ ہے ۔ بجز اس کی اتباع کے اب نجات نہیں ہو سکتی ۔ ۱۹۱۳ء میں عید کے موقعہ پر میں نے ایک خطبہ پڑھا ۔ اور منکران نبوت مسیح موعود کو حدیث کا ھی تحدی کے معنے سمجھائے ۔ اور مسیح موعود کو نبی اللہ ثابت کیا ۔ پیغام صلح میں اسے فخر سے شائع کیا گیا ۔ اور اسے دلچسپ علمی تحقیقات قرار دیا گیا ۔ اور کسی نے مجھے غالی نہ کہا ۔ لیکن آج محض خلیفہ ثانی کی دشمنی کے باعث وہ سب کچھ بھلا دیا ۔ اور انکار نبوت پر کمربستہ ہو گئے ۔ اور نوشتہ تقدیر کا پورا ہونا ضروری تھا ۔ اور وہ جو خدا کے نبی نے کہا تھا "بڑے چھوٹے کئے جائیں گے" پورا ہوا ۔ اور جس طرح مسیح ؑ دعوی کے بعد پانچسو عیسائی مرتد ہوا تھا ۔ اسی طرح یہاں تین سو کے قریب اصحاب قبیل پیدا ہو گئے ۔ اور یوں وہ حدیث پوری ہوئی ۔ جو نبی کریم صلعم نے فرمایا ۔ کہ :-

لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر ذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب ۔ لتبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن ۔ (متفق علیہ)

مولوی صاحب نے اس حدیث کے ماتحت تمام جماعت احمدیہ کو غلو کرنے میں مثیل نصاریٰ ٹھیرایا ہے ۔ لیکن یہ غور نہیں کیا ۔ پہلا مسیح اگر صلیب کے حوالے کیا گیا تھا ۔ تو یہ مسیح صلیب کو توڑنے والا ہے ۔ اور یہ مسیح صرف مسیح نہیں بلکہ محمد بھی ہے ۔ اور احمد بھی ۔ جو مثیل یہود و نصاریٰ کو ہدایت دینے آیا ۔ اور کامیاب ہوا ۔ لہٰذا اس کی جماعت کا یہود و نصاریٰ ہو جانا ناممکن ہے ۔ ہاں چونکہ ہر نبی کے بعد مرتدین کی جماعت ہوتی رہی ۔ اور آنحضرت ؐ کے بعد بھی ایک گروہ مرتد ہوا ۔ جنکی نسبت بخاری میں لم یزالوا مرتدین آیا ہے ۔ اس لئے مسیح موعود کے مسیح اور محمد و احمد ہونے کی حیثیت سے کچھ لوگوں کا مرتد ہونا بھی مسیح موعود کے صادق ہونے کی دلیل ہے ۔

تمام اعتراضوں کا ایک جواب

بالآخر مولوی محمد علی صاحب کے تمام سوالوں کا ایک ہی جواب دیتا ہوں ۔ جو یہ ہے کہ :- حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ ۔ ۱۵۱ میں جو حضرت مسیح موعود ؑ نے صاف لکھ دیا ہے ۔ کہ تریاق القلوب میں یہ لکھنا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ۔ وہ نبی ہے ۔ اور بزرگ مقربین سے ہے ۔ اور میری فضیلت جزئی ہے ۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے ۔ یہ اوائل کا عقیدہ ہے اور دافع البلاء میں تمام شان میں افضل ہونے کا دعویٰ خدا کی متواتر وحی سے بعد کا ہے ۔ خدا کی وحی نے مجھے پہلے عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا ۔ اور صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا ۔ یہ تحریر ایسی فیصلہ کن ہے ۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی تمام تحریر کو خاک میں ملا دیتی ہے ۔

اگر مولوی صاحب کو یقین نہ ہو ۔ تو بے شک اس سوال کو کسی ثالث یا ثالثوں کے سپرد کر دیں ۔ چلو مولوی محمد احسن صاحب کے ہی سپرد کر دیں ۔ پھر وہ دیکھ لیں القول فی النبوۃ فی الاسلام کا کیا خاکہ اڑتا ہے ۔ پہلے

مباحثہ میں جو وکیل محمد عمر صاحب ثالث ہیں۔ انھوں نے آپ کی کتاب کو پڑھا۔ اور خصوصاً اس حصہ کو پڑھا جو حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۴۹-۱۵۰ کے متعلق ہے۔ وہ تو یہی کہتے ہیں۔ کہ محمد علی سے جواب نہیں بنا۔ اور اگر آپ چاہیں۔ تو وہ آپ کی کتاب کا جواب بھی مباحثہ شملہ کے فیصلہ کے اندر شامل کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کی کتاب سے ان کی رائے نہیں بدل سکتی ؛

مولوی محمد علی کی نصیحت

آپ فرماتے ہیں :-

"میرے ساتھ جو سلوک تم نے کیا ہے۔ سو کیا۔ مگر دیکھو اس بزرگ سے یہ گندہ سلوک نہ کرنا" ؛

لیکن خدا جانے مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ سید صاحب کی سخت توہین کے مرتکب ان کے رفقاء ہی ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی اس لئے کہ مولانا نے خلافت کی تائید کی۔ اور مولوی محمد علی کی بات کو نہ مانا۔ کہ خلافت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیا پیغام میں سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی نہیں لکھا۔ کیا ان کو سب مولوی ننگے ہو جائینگے کے مصداق مولویوں میں نہیں سمجھا گیا۔ کیا مولوی صاحب کے فرشتہ ہونے کی مخالفت میں آپکے ڈاکٹر بشارت احمد نے پیغام میں مضمون نہیں لکھا۔ کیا اسوقت مولوی صاحب کہیں سوئے ہوئے تھے۔ دراصل یہ محض مولوی صاحب کی بناوٹ ہے نہ کچھ اور ؛

مولوی محمد علی صاحب کو ہماری نصیحت

مولوی صاحب دنیا کی طرف توجہ نہ کرو۔ مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاؤ۔ غیروں کی طرف خواجہ کی طرح ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ غیروں سے مدد کی خاطر خدا کے مرسل سے منہ نہ پھیرو۔ آخر قیامت میں مسیح موعود کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ کیا یہی کہ میں نے تیرے پاک اہل کے ساتھ عداوت کی۔ اور اس پر قائم رہا۔ حالانکہ خدا کا وعدہ تھا انی معک یا اھلک۔ کیا وہ پاک نفس جو مصلح الموعود ہے اس کی مخالفت کرکے تم کامیاب ہو گے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ نہ آج تک تم کامیاب ہوئے نہ آئندہ کامیاب ہو سکتے ہو۔ اس لئے اب بھی وقت ہے۔ توبہ کرو۔ کہ تا تم پر نعمت ہو۔

ورنہ حشر میں مسیح موعود تو کہہ دیں گے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم دیکھو حق کھل گیا۔ اسے قبول کر لو۔ کیونکہ

حب کھل گئی سچائی تب اسکو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ھدیٰ یہی ہے

خاکسار عمر الدین احمدی یکے از غلامان حضرت خلیفۃ المسیح حضرت فضل عمر رض

خلافتِ محمود

میاں محمود احمد کی بشارت چھپ نہیں سکتی
مسیح وقت کی زندہ کرامت چھپ نہیں سکتی
کسی کے منہ کی پھونکوں سے خلافت چھپ نہیں سکتی
ملا ہے باپ کا ورثہ وراثت چھپ نہیں سکتی
جو لنڈن میں ہوئے ہیں احمدی یہ حق کی نصرت ہے
مسیح قادیان کی اب رسالت چھپ نہیں سکتی
امنڈتا آرہا ہے اک جہاں محمود کی جانب
نبوت اور خلافت کی صداقت چھپ نہیں سکتی
جہاں میں زلزلے سیلاب طاعون کے نشاں دیکھو
لڑائی کی یہ روز افزوں ہلاکت چھپ نہیں سکتی
فلک کے یہ نشاں شاہد ہیں احمد کی نبوت پر
رسالت پر وما کنا کی آیت چھپ نہیں سکتی
مسیحا پیچ ڈالا چند دموں کے لئے خواجہ
کسی سے ابتری تقوی کی حالت چھپ نہیں سکتی
کدھر ہیں زہر قاتل کہنے والے کچھ تو شرمائیں
چھپائے سے تو اب انکی ندامت چھپ نہیں سکتی
ہوئے ہیں احمدی بنگال مارشیس میں لنڈن میں
خدائے پاک کی تائید و نصرت چھپ نہیں سکتی
تمہارا حال مسلم انڈیا سے خوب ظاہر ہے
وطن والی تمہاری وہ شرارت چھپ نہیں سکتی
ہے دنیا جانتی محمود ہی سچا خلیفہ ہے
کبھی خدام احمد کی جماعت چھپ نہیں سکتی

خاکسار قدرت اللہ احمدی گوجرانوالہ سیکھواں ضلع گورداسپور

میں سمجھائے دیتا ہوں

ہمعصر آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۱۶ء کے اخبار میں یہ سوال کرتا ہے ؛

"کیا کوئی دیندار مسلمان بتلا سکتا ہے۔ کہ یہ احمدی و غیر احمدی محمدی و غیر محمدی اصحاب جو ایک دوسرے کو قرآن سے محض اتی ثابت کر رہے ہیں۔ ان میں سے کون سچا اور جھوٹا ہے۔ یا جو نتیجہ ہم نے نکالا ہے وہی راست ہے یعنی یہ کہ دنیا بھر کا کوئی بھی مسلمان صحیح طور پر قرآن سے واقف نہیں" ؛

آریہ گزٹ کو اس کے استدلال کی غلطی سمجھانے کے لئے یوں لکھنا کافی ہے۔ کہ جناب دیانند نے وید منتروں کے ایسے معنے کئے جس سے تمام موجودہ ہندو اختلاف رکھتے تھے۔ اور اخیر تک اختلاف کرتے رہے۔ پھر آریوں اور سناتنیوں کی باہمی آویزش ہوئی۔ اور لگے ایک دوسرے کو وید سے جاہل کہنے۔ پھر کچھ مدت کے بعد خود آریوں میں اختلاف ہوا۔ ایک فریق نے گوشت خوری کا جواز نکالا۔ دوسرے نے عدم جواز۔ اب آپ اپنے سوال کو ان الفاظ میں پڑھیں۔

"کیا کوئی دھرم والا ہندو کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ آریہ اور سناتنی اور کالج پارٹی اور گوشت خور پارٹی جو ایک دوسرے کو وید سے محض اُمّی ثابت کر رہے ہیں۔ کون سچا اور جھوٹا ہے۔ یا جو نتیجہ ہم نے نکالا ہے۔ وہی درست ہے۔ کہ دنیا بھر کا کوئی بھی ہندو صحیح طور سے وید سے واقف نہیں" ؛

اصل بات یہ ہے۔ کہ زبانی کسی کو یہ کہہ دینے سے تم نہیں جانتے۔ وہ جاہل نہیں بن جاتا۔ بلکہ اس نہ جاننے کے دلائل بھی دینے چاہئیں۔ جیسے کہ ہم دے رہے ہیں۔ پس اگر کسی کو ہمت ہے۔ تو وہ مقابل آئے۔ اور ثابت کرے۔ کہ ہم قرآن جانتے ہیں ؎

چہ ہیبتہا بداد ند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

ابطال الوہیت مسیح

ہمارے مسیحی دوست یسوع مسیح کی خدائی پر اپنے خیال میں بڑے زبردست دلائل دیا کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ وہ اپنی الہامی کتابوں میں سے الوہیت مسیح کے لئے بیسیوں حوالجات دکھاتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ دلائل ہی قابل سماعت نہیں ہوتے کیونکہ وہ دلائل نہیں ہوتے بلکہ دراصل دعوے ہی ہوتے ہیں۔ جو خود دلیل کے محتاج ہیں۔ کاش اگر یہ لوگ الوہیت مسیح کا مسئلہ پہلے اپنی الہامی کتب کے سامنے رکھتے۔ تو ہمارے خیال میں انہیں اس قدر دقت پیش نہ آتی۔ مگر نہ معلوم کہ ان لوگوں نے کبھی اپنی کتابوں پر غور و خوض نہیں کیا جہاں تک ہم نے ان کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ ہمیں تو مسیح کی نبوت بھی ثابت نہیں ہوتی نہ معلوم یہ الوہیت مسیح کن دلائل سے نکال لیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی کتاب کے محاورات پر غور کرتے اور ہر آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کرتے تو بہت جلد فیصلہ ہو جاتا ہم انشاء اللہ العزیز ابھی انجیل کے محاورات سے یہ بات ثابت کر دیں گے۔ کہ خداوند یسوع مسیح کو کن معنوں میں خدا کہا گیا اور بیٹا کا لفظ کن معنوں میں استعمال کیا گیا۔ ہم الوہیت کی تردید اپنے الفاظ میں نہیں۔ بلکہ انجیل کے حوالجات سے ہی دکھائینگے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ حوالہ ایسا زبردست ہے کہ اس کا جواب کوئی مسیحی نہیں دے سکتا چنانچہ میں نے اس حوالہ کو ایک دفعہ ایک مورپین پادری کے سامنے پیش کیا۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکا وہ حوالہ یہ ہے:

یوحنا $\frac{۳۴ تا ۳۶}{۱۰}$ باب

"پھر یہودیوں نے اسے (یعنی مسیح کو) جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب نہیں بلکہ کفر کے سبب تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپکو خدا بناتا ہے یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں"

یہ حوالہ ایسا صریح اور صاف ہے اس میں ذرہ بھی شک شبہ کی گنجائش نہیں اس بات کا فیصلہ ہم مسیحی منصفوں پر ڈالتے ہوئے دو باتیں دریافت کرتے ہیں:-

۱- اگر مسیح درحقیقت خدا اور خدا کے بیٹے تھے۔ تو انہیں یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا کہ میں بھی ویسا ہی خدا ہوں جیسا کہ تمہاری شریعت میں ان لوگوں کو خدا کہا گیا ہے۔ جن کے پاس کہ خدا کا کلام آیا:-

۲- ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ مسیح ان سے ڈر گئے ہیں اور ان کے خوف میں آکر اپنی حقیقی خدائی کو ظاہر نہیں کیا اور اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ اور یہ نبی کی شان کے خلاف ہے کہ لوگوں کے ڈر سے اپنے حقیقی دعوی کو چھپائے

۳- جب خدا کے نبیوں کو خدا کے نام سے پکارا جاتا تھا اور یہی نام مسیح کو بھی دیا گیا۔ تو پھر خداوند مسیح کو ان نبیوں سے بڑھکر کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ صرف وہی خدا کے نام سے پکارے جائیں:-

پھر یوحنا $\frac{۳۷}{۱۰}$ میں مسیح اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہتے ہیں

"آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نکرو"

اس حوالہ میں یسوع مسیح نے اپنے ابن ہونے کی وجہ بتا دی ہے۔ کہ چونکہ میں اپنے باپ کے کام کرتا ہوں اس لئے میں خدا کا بیٹا ہوں اور اگر میں یہ کام نہیں کرتا تو مجھے خدا کا بیٹا یقین نہ کرو اس سے یہ بات نکلی کہ بیٹا کہلانا کام سے تعلق رکھتا ہے اور صرف نام کا بیٹا بننا کوئی حقیقت نہیں رکھتا چنانچہ ہمارے اس استدلال کی تائید متی $\frac{۵}{۸}$ سے ہوتی ہے

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے"

اس میں حضرت مسیح نے بتایا کہ جو بھی صلح کرائیگا وہ خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ اس لئے جو بھی دنیا میں صلح کراتا ہے۔ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ قطع نظر ان سب باتوں کے جب ہم محاورات بائیبل کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ بات صاف طور پر کھل جاتی ہے کہ بائیبل نے انبیاء سابقین کو بیٹے کے نام سے پکارا جیسا کہ ان حوالجات سے مترشح ہوتا ہے۔ دیکھو

خروج $\frac{۲۲}{۴}$ اسرائیل خدا کا بیٹا ہے۔

زبور $\frac{۸۹}{۲۶ و ۲۷}$ داؤد خدا کا بڑا بیٹا ہے۔

تاریخ پہلی $\frac{۲۲}{۹}$ سلیمان خدا کا بیٹا ہے۔

پس جب یہ تمام حوالجات دوسرے انبیاء کو اپنے کاموں کے سبب بیٹا ٹھہراتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس لحاظ سے مسیح کو بھی اسی قسم کا بیٹا نہ سمجھا جائے۔ اور محاورات بائیبل کے خلاف ایک نئی بات نکالکر خواہ یسوع مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا کہا جائے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے کوئی مسیحی دوست ان سب باتوں پر غور کریں گے۔ اور ان کے تسلی بخش جواب دینگے

خاکسار عبید اللہ (ابن حافظ غلام رسول صاحب) وزیر آبادی۔

خواجہ صاحب کا تعاقب گوجرانوالہ میں

یہاں گوجرانوالہ میں بہ تقریب اسلامیہ سالانہ جلسہ کے جناب خواجہ صاحب نے دو دن میں تین تقریریں کیں۔ پبلک میں ان کی تقریروں پر دو خیال پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ان کی تقریر پر اظہار خوشنودی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خواجہ صاحب نے درحقیقت احمدیت سے رجوع کر لیا ہے۔ لیکن دوسرا گروہ یہ بیان کرتا ہے کہ خواجہ صاحب اندر باہر سے ایک نہیں۔ جو بیان کرتے ہیں۔ دل میں ان کا ایسا اعتقاد نہیں ہے۔ حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہی کو معلوم ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں معلوم ہوتا۔ کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام کی ان کے دل میں کوئی عزت نہیں:-

اپنی تیسری تقریر میں چونکہ انہوں نے خصوصیت سے احمدیوں کو بلکہ ہم مبائعین ہی کو مخاطب کیا تھا اس لئے مجبوراً ایک رقعہ خواجہ صاحب کی خدمت میں ارسال کرنا پڑا جو حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بخدمت مکرمی معظمی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ خاکسار کل سے جناب والا کی تقاریر

بہت توجہ سے سن رہا ہے مجھے نہایت افسوس ہے کہ جو کچھ ابتدا میں جناب نے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرف صحبت سے فیض حاصل کیا تھا۔ وہ اگرچہ سارے کا سارا تو ضائع نہیں کر بیٹھے مگر اس فیض کے لطیف اجزا سموم دنیا نے جلا دیئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ہو سکتا ہے کہ میری قوت فہم وادراک میں فتور واقع ہو گیا ہو۔ اس لئے رفع التباس کے لئے جناب سے صرف ایک بات دریافت کرنے کی جرات کرتا ہوں امید ہے کہ جناب والا وسعت قلبی سے جواب باصواب سے مشکور فرمائینگے۔

جناب والا نے آج رمضان تقریر میں فرمایا ہے کہ نبوت ایک وہبی چیز ہے اور ہمارے مرشد حضرت مسیح موعود کو جو کچھ ملا ہے اکتساب سے ملا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ آئینہ کمالات صفحہ ۶۰ وہ اس آخری مقام میں انسان ایسا احساس کرتا ہے۔ کہ گویا بہت سے پاک پانیوں سے اسکو دھو کر اور نفسانیت کا بکلی رگ و ریشہ اس سے الگ کر کے نئے سرے اس کو پیدا کیا گیا اور رب العالمین کا تخت اس کے اندر بچھایا گیا اور خدائے پاک قدوس کا چمکتا ہوا چہرہ اپنے تمام دلکش حسن جمال کے ساتھ ہمیشہ کے لئے سامنے موجود ہو گیا مگر ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دونوں آخری درجہ بقا اور لقا کے کسبی نہیں ہیں وہبی ہیں اور کسب اور سعی وجہد کی صرف فنا کے درجہ تک ہے،،

”پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵ میں فرماتے ہیں۔ ور یہ تو کسب اور سلوک کی ہمنے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر کسب اور سعی اور مجاہدہ وہ خدا سے محبت کرتے ہیں،،

پھر صفحہ ۶۷ میں فرماتے ہیں ”اب میں بموجب آیت کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے،،

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اس کے معنے تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ جب نبوت۔ صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت انعام الٰہی ہے بلا لحاظ اس کے وہ وہبی یا کسبی ہیں وہ ہر ایک مقام اللہ اور اس کے رسول کے کامل متبع کو مل سکتا ہے بقول آپکے اگر اس انعام کا ایک جزو یعنی نبوت موہبت ہے جو اب کسی کو نہیں مل سکتی تو باقی تینوں مقام کیوں مل سکتے ہیں اور اگر کہو کہ اس جگہ اس نبوت سے جزوی نبوت مراد ہے تو پھر صدیقیت جو جزوی نبوت کے مترادف ہے لانیکی کیا ضرورت پیش آئی۔

خاکسار حکیم محمد الدین احمدی از گوجرانوالہ

جناب خواجہ صاحب کی طرف سے اس کا جواب ڈاکٹر حسن علی صاحب کی زبانی یہ پہنچا کہ تم پر ایسی امید نہ تھی اور گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔ اور تمہارے رقعہ میں ایک حصہ اکتسابی کا خود اقرار ہے۔ کچھ اکتسابی ہوا کچھ وہبی ہوا

قطع

اب بذریعہ گذارش ہذا دوبارہ جناب خواجہ صاحب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ براہ مہربانی اخبار ہی کے ذریعہ جواب باصواب سے مستفیض فرما دیں کہ یہ زبانی جواب اور وہ بھی دوسرے شخص کی زبانی اس سے میری کوئی تسلی نہیں ہوئی اور نہ یہ تسلی بخش جواب ہے۔ البتہ جو مجھے اپنے قصور فہم کا خیال تھا۔ وہ رفع ہو گیا ہاں جو مجھے جواب میں ”گر حفظ مراتب نکنی زندیقی“ کا مصرع سنایا گیا ہے۔ حیرانگی ضرور ہوئی ہے۔ کہ مجھے کونسا ایسا بے محل لفظ جو خواجہ صاحب کی شان کے شایان نہ ہو استعمال کیا گیا ہے۔ اگر مجھے سمجھا دیا گیا کہ فلاں لفظ خلاف شان یا خلاف تہذیب ہے تو مجھے معافی مانگنے میں کوئی تامل نہیں ہو گا۔

مگر خواجہ صاحب قریباً اپنی ہر ایک تقریر میں باوجود اس قدر ہر دلعزیزی اور صلح کلی کے غیر احمدی کی کثیر آبادی ہوں اور نیاز میں دینے والوں کو زمرہ مشرکین سے علیحدہ نکالنے کی تاویلات رکھکر کہتے رہتے ہیں بعد خاتم النبیین کے قائلین نبوت پر لعنتوں کی بھرمار بھی کر رہے ہیں مگر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے قائل سب سے پہلے تو غالباً آپکے امیر مولوی محمد علی صاحب ہیں اور آپ بھی باہر نہیں۔ اور اگر کہیں کہ ہماری مراد اس نبوت سے نبوت جزوی ہے۔ حالانکہ آپ کی تحریرات میں مطلق نبوت درج ہے اور یہاں سیاق سباق کے قرینوں پر اگر غور کیا جائے تو وہی نبوت نکلتی ہے جس کے ہم قائل ہیں۔ مگر اس وقت آپ کی لعنتوں کا نشانہ ہم اور ہمارا امام تھا۔ کیا خوف کے لحاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شان آپ جیسے حفظ مراتب کے نگہداشت کرنیوالے کی نظر میں اس لائق نہیں کہ آپ اپنی زبان کو لعنتوں سے آلودہ نہ کر کے اپنے لطیف اجزا ایمانی کو تباہ و برباد ہونے سے بچا دیں۔

خواجہ صاحب آپ رئیس الواعظین کا لقب حاصل کر لیں یا اس سے بڑھکر کوئی اور خطاب شاہ وقت سے بھی حاصل کریں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جس کو رب السموات والارض ورب العرش کے حضور سے کوئی عزت اور خطاب حاصل ہو۔ آپ کو اس کی جوتیوں سے فی الحقیقت کوئی نسبت ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جس کو برا کہنا آپنے اپنی ترقیات کا ذریعہ قرار دے رکھا ہے۔ اس کی شان میں خدائے عزوجل نے کیا فرمایا ہوا ہے۔ دیکھو اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور مکتوب بنام حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

”ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہو گا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔،، ”ایک اولوالعزم پیدا ہو گا یخلق ما یشاء وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہو گا،،

میں حضرت امامنا میاں محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح کے متعلق مصلح موعود کی نسبت بحث نہیں کرتا۔ صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ اس الہام کا مورد صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب ماننے کے سوا آپکو کوئی چارہ نہیں چنانچہ آپکے امیر نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔

اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ آپ

کلام الٰہی "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" پر غور کریں آپ جانتے ہیں کہ حسن ذاتی خوبی کو کہتے ہیں اور احسان وہ خوبی ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ پھر الہام الٰہی کا مطلب یہ ہوا کہ اے مسیح موعود یہ لڑکا جس کا نام محمود احمد ہے ذاتی خوبیوں اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی خوبیوں میں تیرے مشابہ ہے۔ یعنی اس لڑکے کی خوبیاں دیکھکر تیری خوبیاں یاد آجایا کریں گی۔

اب جناب والاحضرت خواجہ صاحب کا ٹریکٹ بنام "احمدی جماعت میں مقدمات" قابل غور ہے جس کے چند فقرات یہ ہیں۔ صفحہ اول۔ "اصل مصیبت تو سلسلہ پر ان عقائد باطلہ نے ڈالدی جو میاں صاحب رکھتے ہیں"

دوسرا صفحہ "جن سے آپ منبر خطبہ کو ذلیل کر رہے ہیں۔"

تیسرا صفحہ "انہوں نے جس قلبی کیفیت کو پبلک سے چھپانا چاہا۔"

چوتھا صفحہ۔ "جنکو بچپن سے خلیفہ مفترض الطاعتہ بننے کا شوق ہے"

پانچواں صفحہ۔ "میاں صاحب کی رائے اور قوت فیصلہ بہت کچی ہے"

چھٹا صفحہ۔ "جلد بازی۔ غصہ۔ مغلوب الغضبی زیادہ تر نظر آویگی"، "دولپست فطرتی"

گیارہواں صفحہ۔ "میاں صاحب نے ایک پادرسا یا نہ تقریر کر کے اپنے زہد و ورع کا ایک اعلیٰ ثبوت دیا"

۱۱ صفحہ۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک عقلمند کو موقعہ دیا ہے کہ وہ میاں صاحب کے صحیح کیریکٹر کا اندازہ لگائے" شاید یہ آخری جملہ خواجہ صاحب کا الہامی ہو اور خدا تعالیٰ نے پہلا الہام جو اپنے نبی مقدس حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو کیا تھا منسوخ کر دیا ہو یعنی یہ کہ جو کیریکٹر مسیح موعود کا ہے وہی میاں محمود کا ہے۔ بہر حال جناب خواجہ صاحب۔ جب جناب والا میرے عریضہ کا جو بطور استفسار کے ہے جواب عنایت فرمادیں ساتھ ہی یہ بھی ظاہر فرمادیں کہ آپ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے الہامات کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ آیا سارے رحمانی ہیں یا کیا اور اس مندرجہ بالا الہام کا کیا مطلب ہے اور اس کا کون مورد ہے۔ اور اگر اس کا مورد میاں صاحب ہی ہیں۔ تو آپ نے کس قدر خطرناک ارتکاب کیا ہے۔ خاکسار حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

کیسے جھگڑالو لوگوں سے پالا پڑا ہے

خواجہ صاحب نے ایک سوال اٹھایا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب اگر فی الواقعہ نبی تھے تو پھر ان کا ترکہ کیوں تقسیم ہوا۔ کیونکہ نبی نہ خود ورثہ پاتا ہے نہ اس کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے ۱۱ جنوری کے الفضل میں بدلائل احادیث و روایات صحیحہ یہ ثابت کر دیا تھا کہ انبیاء ورثہ لیتے بھی ہیں اور ان کا ورثہ تقسیم بھی ہوتا ہے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کہ ان کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا بلکہ جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ تھا۔ اس کے بعد پیغام بالکل خاموش رہ گیا۔ ہم نے پھر الفضل میں ایک کھلی چٹھی لکھی کہ خواجہ کو اگر اس پر کوئی اعتراض ہے۔ تو وہ پیش کرے ورنہ سمجھا جائیگا۔ کہ اس نے یہ بات تسلیم کر لی ہے۔ اس پر یہ لوگ ایسے چپ ہوئے کہ گویا......... مگر کچھ دنوں کے بعد ایک مخالف شیعی نے جو رسالہ المہدی لکھا تو اس کی بناء میں یہ ہم پر وار کرنے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ پہلے تو ہمیں شیعوں کا ہمنوا ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ مولف المہدی خود اقرار کر رہا ہے کہ ہم اس کے عقائد کے خلاف اپنا عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے صفحہ ۱۳ سے ۱۶ تک اس کی تردید کی ہے۔ اور حدیث لانورث ماترکنا صدقۃ کو حسب تصریح بخاری نبی کریم سے مخصوص نہیں مانتا۔ پھر پیغام اپنے مشہور و معروف مگر نفوک سے بینے کے قابل رویہ سے کام لیکر لکھتا ہے۔

چند موضوع اور ضعیف روایتوں سے جو خود شیعوں ہی کی وضع کردہ ہیں یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ انبیاء ہمیشہ ورثہ لیتے بھی رہے اور دیتے بھی رہے

یعنی ہم نے جو بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری سے یہ روایت لکھی تھی

قال عمر انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ماترکنا صدقۃ یرید رسول اللہ نفسہ قال الرھط قد قال ذلک۔

(دیکھو بخاری باب فرض الخمس) + + اناسمعت عائشۃ + + + ان النبی صلعم کان یقول لانورث ماترکنا صدقۃ یرید بذلک نفسہ (صلعم)

اس کو یہ نادان موضوع اور ضعیف ٹھہراتا ہے ان لوگوں کا عجیب طرہ ہے کہ جو حدیث خواہ وہ کس قدر صحیح سے صحیح ہو جب ان کے منشاء کے خلاف ہو جھٹ اسے موضوع اور ضعیف کہ دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ جس حدیث کو موضوع یا ضعیف کہا جائے اس کا ثبوت بھی دینا چاہئے۔ چنانچہ میں اب بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اگر پیغام کی ایڈیٹوریل ہیئر پر فی الحقیقت کوئی انسان کام کرتا ہے۔ اور جسے دینی علوم سے مس ہے تو وہ ثابت کرے۔ کہ یہ روایت موضوع ہے اور اسی طرح جو روایتیں ہم نے انبیاء کے ورثہ پانے اور چھوڑنے کا ورثہ تقسیم ہونے کے متعلق دی ہیں وہ بھی موضوع ہیں مگر وہ قوم کیا ثابت کر سکیگی جن کے نزدیک معیار صحت صرف محمد علی کا مذہب ہو۔ بس جو اس کے خلاف ہے وہ خواہ کیسی صحیح سے صحیح حدیث ہے موضوع ہو گی۔ اس سے پہلے بھی رؤس شواہق الجبل کی حدیث کو ہم نے پیش کیا اور یہ لوگ اسے بھی موضوع ٹھہرانے کے سوا کچھ جواب نہ دے سکے اب اس روایت کو موضوع کہا ہے۔ حالانکہ یہ بھی بخاری میں ہے اور ہم نے اسی کی بناء پر کہا کہ نبی کریم کا ورثہ جو اولاد میں تقسیم نہیں ہوا تو یہ آپ کی خصوصیت ہے اور اسی لئے حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ درست ہے ہم اس معاملہ میں شیعہ کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ یہ ایک صداقت ہے مگر وائے بر حال اس بدقسمت کے کہ جو نہ تو حضرت ابوبکر صدیق کے فیصلہ کو مانے نہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کے فیصلہ کو مانے نہ حضرت عائشہ صدیقہ زوج النبی کی تشریح تسلیم کرے نہ حضرت حسن بصری کی بات صحیح جانے نہ امام بخاری کا اعتبار کرے۔ بلکہ ان سب سے افضل ماننے کے رہنے والے ایک مغلوب الغضب سباب اور لعان قوم کے سرگروہ کو

جن اصحاب نے وی پی واپس کئے ہیں وہ جب تک منی آرڈر نہ بھیجدیں یا بصورت اشد مجبوری ادائے چندہ کے متعلق پختہ عہد نہ فرمائیں گے اخبار امانت میں رہیگا۔

چوہدری فتح محمد صاحب لنڈن سے قادیان میں

مکرم معظم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے مبلغ انگلستان ۲۹ مارچ ۴ بجے قادیان دار الامان بخیر و عافیت پہنچے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ برحق کو جب اطلاع ہوئی تو آپ استقبال کے لئے تشریف لیگئے۔ اور جوں جوں احباب کو اطلاع ہوتی گئی وہ بھی ساتھ ملتے گئے۔ حضور موٹر پر لب سڑک جو کنواں ہے اس سے دو تین سو قدم آگے چوہدری صاحب سے ملاقی ہوئے پھر ان کو ٹمٹم پر سوار کرا کے مع احباب واپس تشریف لائے۔ جمعہ کے دن شام کے وقت حضور نے چودہ پندرہ احباب کے ساتھ چوہدری صاحب کو دعوت مسنونہ دی۔ اور ہفتہ کی صبح کو چوہدری صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں انگریزی لیکچر دیا جسمیں اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ اور یہ بتایا کہ یورپ کس قدر اس تعلیم الٰہی کا محتاج ہے۔ ۲ اپریل۔ بعد از نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں چوہدری صاحب نے سوا گھنٹہ اردو لیکچر دیا۔

آپنے فرمایا کہ جب میں نے یہاں سے روانہ ہونے کا قصد کیا تو میری راہ میں بہت سی مشکلات ڈالی گئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔ اور میں اپنی دلی خواہش کو پورا کر سکا۔ سب سے بڑی روک جو بیان کی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ ایک نوجوان کے لئے انگلستان میں جانا بہت سے ابتلاؤں کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ سورہ یوسف کا وظیفہ کروں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ میں بارہ بارہ بار ایک دن میں یہ سورہ تلاوت کرتا اس سے مجھے بہت ہی فائدہ ہوا۔ اسپر تدبر کرنے کا خوب موقعہ ملا۔ اور وظیفہ کی غرض بھی یہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کے قویٰ مجھ سے زیادہ مضبوط وہ شادی شدہ بھی نہ تھے۔ ایک شہزادی انکو اپنی طرف بلاتی ہے۔ وہ انکی مالکہ ہے۔ محسنہ ہے۔ انکو سزا بھی دلا سکتی ہے۔ مجبوراً اس کے پاس بھی ہر وقت رہنا پڑتا ہے۔ پھر باوجود اس کے یوسف علیہ السلام ہر طرح محفوظ رہے۔ تو میں کہ شادی شدہ اور دو بیویاں رکھتا ہوں۔ اور ان مشکلات میں بھی نہیں۔ جو حضرت یوسف کو تھیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ میں محفوظ نہ رہوں۔ یہ بات میخ آہنی کی طرح میرے دل میں گڑ گئی۔ اور میں خدا کے فضل سے بڑی جرأت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ مجھے جن باتوں سے ڈرایا جاتا تھا۔ ایک بھی مجھے پیش نہ آئی۔ اور کبھی خیال تک بھی نہیں آیا۔ نہ صرف خود گناہ سے بچا۔ بلکہ میں نے کئی روحوں کو احمدیت کی رہنمائی کی۔ وہاں پہلے پہلے مجھے خواجہ صاحب کے ساتھ کام کرنا پڑا۔ اس مدت میں جو کچھ میرے ساتھ سلوک ہوا یا جو کچھ اور میں نے دیکھا۔ آپ مجھ سے توقع نہ رکھیں کہ میں اس بارہ میں آپکے سامنے کچھ بیان کروں گا۔ کیونکہ میں خواجہ صاحب یا مولوی صاحب کی نسبت کچھ نہیں کہنا چاہتا نہ اسکی ضرورت ہے۔ میں اپنے بارے میں کچھ ذکر کروں گا۔ وہ بھی اس لئے کہ آپ کو وہاں کے حالات کا علم ہو۔ اور آپ یقین کریں کہ احمدی مشن وہاں کامیاب ہوا۔ اور اس سے زیادہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہ احمدیت کی تبلیغ کی وہاں سخت ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے آپ کی مشفقانہ ہمت اور امداد کی ضرورت ہے۔ میں اپنی ذات کے متعلق ہر ایک تکلیف برداشت کر سکتا تھا مگر ایک اصولی اختلاف جو طرز تبلیغ میں پیش آ رہا تھا۔ اس کا میرے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود کا ذکر ضرورت کے وقت کرنا بھی غیر احمدیوں کی طرف سے حصول چندہ میں مانع سمجھتے تھے۔ اور یہ خوف بھی تھا کہ اسپر ہنسی ہو گی اور میں اسکو بہت ضروری سمجھتا تھا۔ دوسری مجھے یہ شکایت تھی کہ کسی سے اختلاف ہے تو ہو۔ اسکی تردید بھی ہو اس سے علیحدگی بھی ہوتی ہے تو ہو۔ مگر کم از کم میرے سامنے اسے گالیاں تو نہ دی جائیں۔ آخری بات بھی ایک حد تک قابل برداشت ہو سکتی تھی۔ مگر پہلی بات بہت مشکلات میں ڈالنے والی تھی۔ کیونکہ اسقدر بھی منظور نہیں کیا جاتا تھا کہ میں دو کنال سے باہر اپنے طور پر اپنے ذاتی رسوخ و کوشش سے کام لیکر اگر کہیں لیکچر دوں تو اس میں مسیح موعود کا ذکر کر دوں۔ پھر اسکے ساتھ ہی خلافت کا جھگڑا بھی پیش آ گیا۔ میں کہتا تھا کہ قیام خلافت سے مطلقاً انکار احمدی جماعت کی ترقی میں سخت حارج ہے۔ کیونکہ بغیر ایک شخص کی ماتحتی کے نظام وحدت قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جب تک کوئی قوم نظام کے نیچے کام نہیں کرتی۔ وہ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی ہندوستان میں ہندوؤں کو جو زوال آیا تھا تو اسکی وجہ بھی یہی تھی۔ کہ وہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے تھے اور کسی نظام وحدت کے نیچے نہ تھے۔ راجپوتانہ کی ریت کے ذرے اور ہمالیہ پہاڑ کے ذرے ایک ہی جنس سے ہیں۔ مگر ایک متفرق ہیں۔ اور آپس میں کسی خاص ذریعہ سے ایک کے حکم میں نہیں۔ اور دوسرے بوجہ شدت تعلق ملکر ایسے مستحکم ہو گئے ہیں کہ ہوا کا طوفان انہیں اڑا نہیں سکتا۔ پھر وہ نہ خود اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کے آرام کا موجب بھی ہیں کہ ان سے چشمے بہتے ہیں۔ اور قسم قسم کے پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ پھر آپ تو خلیفہ کو کثرت رائے پر اختیار دینا موجب نقصان اور آجکل کے آئین کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مگر آپ دنیا کی تمام موجودہ سلطنتوں کو دیکھ لیں کہ جو بادشاہ کی قائل ہیں وہ بھی بادشاہ کی ذات کو قانون سے بالاتر سمجھتی ہیں۔ اور جو قومیں پریزیڈنٹ تجویز کرتی ہیں وہ بھی کثرت رائے کے مقابل پر اسکے احکام کو ترجیح دیتی ہیں۔ امریکہ کے پچھلے پریزیڈنٹ کا واقعہ سب کو معلوم ہے کہ کثرت رائے نے ایک قانون دو بیویاں کرنے والوں کے متعلق پاس کر دیا۔ مگر پریزیڈنٹ نے اسکے خلاف کہا۔ تو پھر اس کثرت رائے پر عمل نہ ہوا۔ اور اس پریزیڈنٹ کے حکم کا لحاظ یہاں تک ہے کہ پھر دوسرے پریزیڈنٹ کے عہد میں بھی وہ مسئلہ نہیں چھیڑا گیا۔ اور ہم تو جو خلیفہ مانتے ہیں وہ ماتحت ہیں قرآن مجید کے احکام کے۔ رسول اللہ کے احکام کے۔ مسیح موعود کے احکام کے۔ یہ دو اصولی اختلاف تھے کہ ان کے ساتھ ملکر کام کرنا دشوار تھا۔ آخر میں الگ ہوا۔ اور میری مضطرانہ دعاؤں کے جواب میں ایک صبح اللہ نے کشف کی حالت کہو یا الہام سے ممتاز کیا۔ اور میں نے عالم بیداری میں یہ آواز زور سے سنی

کہ میاں محمود کی بیعت پشاور سے لیکر بہار تک کے لوگ کرینگے اور پھر آواز آئی۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ میں اس کے معنے نہیں سمجھا مگر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ غیر معمولی طور پر مجھ پر علوم کا انکشاف ہوا۔ اور لیکچر دینے کے لئے میرا سینہ کھول دیا گیا۔ ورنہ میرے لئے یہ بات بہت ہی مشکل بات تھی۔ چار ماہ تو مجھے خط و کتابت اور رسوخ پیدا کرنے میں لگ گئے۔ باقی ایک سال مجھے کام

کہنے کا موقعہ ملا۔ اور وہاں کے لوگ کام کرتے ہیں ایسا انہماک رکھتے ہیں کہ ایت وار ہی کو کوئی لیکچر ہو سکتا ہے۔ اسطرح پر ۵۲ لیکچر ہو سکتے ہیں مگر میرے ۵۴ لیکچر ہوئے۔ کیونکہ بعض سوسائٹیوں نے مجھے لکھا کہ آپ ایک لیکچر ہفتہ کی شام کو دیں۔ اور ایک استوار کو۔ ایک لیکچر قابل ذکر ہے جو مسئلہ الہام ووحی پر تھا جسے سنکر ایک دہریہ نے پہلے مجھ پر کچھ ٹھٹھا کیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔ اور وہ کہنے لگا کہ آپکے دلائل نہایت معقول اور زبردست ہیں۔ میں خدا کو نہیں مانتا تھا۔ اب مانتا ہوں پھر اسکی استدعا پر مینے اسے حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی بتائی۔ جو ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جب جنگ شروع ہوئی اور اخبارات میں بعینہ وہی فقرات چھپنے لگے۔ جو مینے حضرت اقدس کی نظم اور عبارت سے بتائے تھے۔ تو وہ احمدیت پر ایمان لایا۔ اور اب مخلص احمدی ہے۔ اور پرجوش مبلغ۔ پھر ایک اور لیکچر قابل ذکر ہے۔ جسکے خاتمہ پر بوڑھا پریذیڈنٹ جو عیسائی تھا۔ بول اٹھا کہ اگر اسلام یہ ہے جو تم نے بیان کیا تو وہ عیسائیت سے بہت ہی اعلیٰ ہے۔ پھر ایک یہودی تھا جسکو میں نے ٹیچنگز آف اسلام دی۔ اسکے پڑھنے پر وہ احمدی ہو گیا۔ بعض لوگ ایسے بھی احمدی ہوئے۔ جو خدا تعالیٰ کی ہدایت سے میرے پاس پہنچے۔ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا مجھے دو بار رؤیا میں کہا گیا ہے کہ ایک ہندوستانی یہاں لیکچر دے گا۔ جو مذہب وہ بتائے وہی حق ہے اُسے قبول کرنا۔ چنانچہ یہ شخص بھی احمدی ہو گیا۔ ایک خاتون نے اپنا رؤیا سنایا کہ میں ایک مشرقی ملک میں گئی ہوں۔ اور ایک دربار ہے۔ جسکے تین حلقے ہیں۔ اور میں تیسرے حلقے میں بیٹھی ہوں۔ مینے اسے کہا کہ مسیح موعود خلیفہ اول کے بعد اب خلیفہ ثانی ہیں۔ انکی بیعت میں داخل ہو گی۔ یہ خاتون بھی احمدی ہے۔ اور حضرت اقدس سے اسکی محبت کا یہ حال ہے کہ تقریباً ہر وقت یہی ذکر کرتی رہتی ہے۔

ان احمدیوں میں سے جو خدا کے فضل سے میرے تعلق کے سبب ہوئے تین ایسے مرد ہیں جو رائٹر ہیں جن کا پیشہ ہی یہی ہے کہ بذریعہ تحریر وتصنیف وجہ معاش پیدا کرنا وہ سلسلہ احمدیہ کے لئے بہت مفید کام دے سکتے ہیں اور عمر میں بھی جوان نہیں۔ بلکہ ۴۰۔۵۰۔۶۰ سال کے ہیں یعنی پختہ کار ہیں یہ بالکل غلط ہے کہ میں نے کسی کے مسلمان کئے ہوئے

لوگوں کو احمدی خیالات کا بنایا۔ بلکہ جن لوگوں کا ذکر میں نے کیا یہ وہی ہیں جو براہ راست محض بافضال خداوندی میری تبلیغ سے احمدی ہوئے۔ اس کے بعد چودہری صاحب نے تبلیغ کے متعلق چند تجاویز پیش کیں۔ اور کہا کہ ہم کو جو امانت مسیح موعود نے سپرد کی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے اکناف عالم میں پہنچائیں اور ہمت نہ ہاریں۔ اور ایک نظام وحدت میں ہو کر خلیفہ کے ماتحت کام کریں کیونکہ ذاتی اور شخصی کام جو انفرادی حالت میں کئے جائیں کبھی بار آور نہیں ہوتے۔ اور ہوتے ہیں تو بہت جلد زوال پذیر۔ پس کام وہی ہے جو جماعت نظام وحدت کے اندر کرے۔ اور کسی مشن کو ذاتی مشن اور اسکی آمد کو ذاتی ملکیت قرار نہ دے۔ (یہ لیکچر صرف حافظہ کی مدد سے رات کو سنکر صبح قلمبند کیا گیا ہے)

فہرست نومبائعین

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶

سندھے خان۔ ہوشیارپور
بڈھا گوجرانوالہ
اہلیہ صاحبہ مختار احمد۔ لاہور
اللہ دتا۔ شاہپور
اہلیہ صاحبہ بشیر الدین احمد بمبیرپور
برکت علی گجرات
اہلیہ برکت علی 〃
شریفاں۔ راولپنڈی
عزیز الرحمٰن پشاور
محمد الدین لائلپور
پروفیسر مولوی عبد اللطیف چٹا گانگ
منشی مولا بخش۔ گوڑگاؤں
اہلیہ نور محمد۔ ہوشیارپور
اہلیہ رحمت 〃
اہلیہ احمد دین 〃

سماۃ رانی بی بی کشمیر
مولوی محمد ابراہیم۔ بدایوں
محمد حسین نمبردار۔ سیالکوٹ
علی اکبر۔ گورداسپور
علی محمد لائلپور
عبد اللہ پٹیالہ
منشی عبد السبحان پٹیالہ
اہلیہ 〃 〃
دختر 〃 〃
ڈاکٹر محمد صاحبداد اللہ عثمانی۔ پانی پت
محمد غفور پٹیالہ
اہلیہ سلیمان 〃
دختر سلیمان 〃
اہلیہ محمد یٰسین کانگڑہ
مائی جنت ملتان
اہلیہ عبد القادر 〃

موسٰی سیالکوٹ
حفظ الٰہی دہلی
اہلیہ حبیب احمد۔ سہارنپور
گوہر رحمان ہزارہ
اہلیہ کیموں گجرات
سراجبہ 〃
شیخ سخاوت علی۔ لودیانہ
شیخ رازق علی آگرہ
مولوی محمد اسلم چشتی۔ گوجرانوالہ
حقہ دار کشمیر
عبد الصمد ڈار 〃
عبد الصمد بڈر 〃
غلام رسول ڈار 〃
عبد الوحد نون 〃
کالو شاہ جالندہر
فضل الدین 〃
ببولہ خان سیالکوٹ
بابو غلام قادر لائلپور
اہلیہ حیدر شاہ۔ گورداسپور
حاکم الدین سیالکوٹ
سماۃ محمد بی بی لائلپور
〃 رحیم بی بی 〃
غلام محمد امرتسر
عبد اللہ خاں بہاولپور
دین محمد 〃
سماۃ بی بی سیالکوٹ
فضل 〃
مولوی عبد الحق۔ فیروزپور
فضل الدین 〃
ابراہیم ۱ 〃
خیر الدین 〃
میاں بوٹا ۱ 〃
قادر بخش 〃
میاں بوٹا ۲ 〃
لال دین نظام الدین 〃

کریم بخش 〃
حافظ امام الدین گجرات
اہلیہ عطا محمد 〃
محمد شفیع 〃
اللہ دین 〃
نور الدین 〃
رحمت 〃
محمد دین 〃
حیدر 〃
ابراہیم لائلپور
نظام الدین 〃
منشی جلال الدین 〃
نیاز محمد ہوشیارپور
بہاول بخش گجرات
نند الدین فیروزپور
سوہنا 〃
عمر الدین ۱ 〃
غلام محمد 〃
نور محمد 〃
بہولا 〃
بدہو 〃
خدا بخش 〃
مہنگا 〃
ناصر الدین 〃
تندا 〃
برکت علی گجرات
عمر الدین ۲ فیروزپور
قائم الدین 〃
وزیر 〃
خیر الدین 〃
الف دین 〃
محمد بخش 〃
ابراہیم ۲ 〃
محمد اسمٰعیل موگا ضلع فیروزپور